اسرار غیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرارِ غیب

مجموعہ کلام

ڈاکٹر احمدؔ حنبلی

کتاب کا نام	اسرارِ غیب
کلام	ڈاکٹر سید غوث علی سعید (احمد حنبلی)
بہ اہتمام	محی اکیڈیمی، حیدرآباد
ناشر	ریاضِ مدینہ پبلی کیشنز، قاضی پورہ۔ حیدرآباد
کمپیوٹر کتابت	(۱) محی اکیڈیمی، نواب صاحب کنٹہ (برانچ)
	(۲) الامین گرافکس محمد وقارالدین 9848553197
سن اشاعت	۲۰۱۲ء م ۱۴۳۳ھ
ھدیہ	-/170 روپے

کتاب ملنے کے پتے

- ریاضِ مدینہ پبلی کیشنز، مسجد نور، قاضی پورہ حیدرآباد
- محی اکیڈیمی، صدر دفتر، مکان نمبر 20-5-286 قاضی پورہ حیدرآباد
- محی اکیڈیمی، نواب صاحب کنٹہ برانچ، متصل مسجد عمرؓ فاروق
- ریاضِ مدینہ اسلامک سنٹر، درگاہ حضرت یحییٰ پاشاہ، مصری گنج
- مکتبہ انوار مصطفیٰ، مغلپورہ حیدرآباد

Printed at:

Yahya Printers

Qazipura Hyderabad, Cell No:9700401970

یہ کتاب آندھرا پردیش اُردو اکیڈیمی کے جزوی مالی تعاون سے شائع ہوئی

فہرست

حصہ اول فیض نظر

حصہ دوم نغمہ نسبت

حصہ سوم رباعیات و قطعات

حصہ چھارم تضامین

O-O-O

اس میں کوئی شاعری نہیں

تمام تعریف اُس ذات وحدہ لاشریک کو سزاوار ہے جس نے مجھ بے بضاعت کو ایسے فن سے آشنا کیا جو ہر دور میں اہل اللہ کا وسیلۂ اظہار رہا ہے۔ یہ مرے آباء واجداد سے نسل درنسل منتقل ہوتے ہوئے مجھ تک پہنچا اس لئے میں حتمی طور پر یہ بتانے کے موقف میں نہیں ہوں کہ میں نے شاعری کی ابتدا کب ، کہاں اور کیسے کی۔ فقط اتنا جانتا ہوں کہ جب ہوش سنبھالا تو طبیعت شعر گوئی میں معاون نظر آئی۔ قدرت کی جانب سے ودیعت کردہ اس پاکیزہ فن کو میرے والد ماجد مدظلہٗ نے جلا بخشی اور عم محترم حضرت سید عبدالقادر حسینی علیہ الرحمہ نے مسلسل حوصلہ افزائیوں کے ذریعہ پروان چڑھایا۔ میں نے کبھی یہ آرزو نہیں رکھی تھی کہ میں شاعر بنوں لیکن چونکہ قدرت نے مجھے شاعری کی ڈگر پر ڈال دیا تھا تو میں نے اس فیصلہ کو بطیب خاطر قبول کیا اور اسی میں اپنی سعادت سمجھی ؎

ثنائے مصطفیٰ ہر دم رہی مصروفیت میری
عجب کیا ہے جو ہوجائے مری بخشش کا یہ باعث

البتہ یہ ضرور ہے کہ اس فنکاری میں نہ میری قابلیت وصلاحیت کا کوئی عمل دخل ہے اور نہ یہ محنت شاقہ کا نتیجہ۔ لوگ تو اپنے فن کو بلندیوں تک پہنچانے کیلئے بڑی عرق ریزی و جانفشانی سے کام لیتے ہیں لیکن خدا لگتی یہ ہے کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔

بعض لوگوں سے میں نے سنا ہے کہ دن بدن میرا فن نکھرتا جارہا ہے۔ اس بات کی تردید یا تصدیق تو میں نہیں کرسکتا مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر میرے رشحات قلم میں کوئی خوبی ہے تو وہ صرف اس قلمِ کا فیض ہوگا جو میرے پیر و مرشد علیہ الرحمہ نے میرے والد بزرگوار مدظلہٗ کو اپنی خدمت کے صلہ میں عطا فرمایا تھا اور یہی فیض میرے اندر منتقل ہوا ہے، خواہ وہ نظم میں ہو یا نثر میں۔

مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میری شاعری کسی کو پسند آئے یا نہ آئے۔ سچ تو یہ ہے کہ قبولیت عامہ کے لئے میں نے شاعری کی ہی نہیں بلکہ میں نے تو محض اس فیض کا استقبال کیا ہے جو مجھے بے طلب سرفراز کر دیا گیا جس کے لئے میں سراپا سپاس ہوں۔

زیر نظر مجموعہ نہ میرے مکمل کلام پر مشتمل ہے اور نہ ہی میری پسند کا انتخاب ہے بلکہ ان مخلصین کے مزاج اور پسند کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے جو اشاعتِ کلام کیلئے مسلسل اصرار کر رہے تھے۔ مکمل کلام بخوف طوالت شامل نہیں کیا گیا تا کہ ضخیم کتاب اور اس کی بھاری قیمت خریداروں کیلئے بوجھ نہ بن جائے۔ اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو ان کو دوسرے مجموعہ میں شامل کیا جائے گا۔

آخر میں، قارئین سے بس اتنی التجا ہے کہ اگر انھیں اس میں زبان و بیان کی کوئی بھی خامی یا غلطی نظر آئے تو شخصی طور پر مجھے آگاہ فرما دیں۔ اور اگر کوئی خوبی نظر آجائے تو بطور داد دعا کیلئے ہاتھ اٹھالیں تا کہ ان کو بھی پسند آجائے جن کی محبت میں میں نے شعر گوئی کی ہے ؎

کیا تخیل ، کیا تغزل ، کیسا انداز بیاں
ان کے من بھائے تو خوبی ہے مرے اشعار کی

یہ شاعری تو ہے، مگر اس میں کوئی شاعری نہیں۔

بندۂ ہیچمدان
سگ درگاہ غوث جیلان
احمد حنبلی
عفا اللہ تعالیٰ عنہ

المرقوم:
۱۸/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ
۵/ اکتوبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ

O-O-O
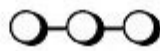
ہر منکشفِ سرِ بقا نے یہ کہا ہے
باقی میں فنا ہونے میں فانی کی بقا ہے

حصہ اول

فیضِ نظر

کچھ نہ کرکے بھی کیا تو نے بہت کچھ احمدؔ
نعت کہنے میں اگر عمر گزاری ساری

نعت شریف (در صنعت مہملہ)

اللہ کا کرم ہے کہ احمد گدا ہوا
اور اس کو کوئے سرور عالم عطا ہوا

آئی ہوائے گلکدۂ کوئے آں رسولؐ
طائر و ہوا و حرص کا دل سے ہوا ہوا

حاصل رہی سدا مرے اللہ کی مدد
اس کے کرم سے طئے مرا ہر مرحلہ ہوا

عاصی سے مدح احمد مرسلؐ محال ہے
سرکارؐ کے کرم سے ہی کھوٹا کھرا ہوا

صدمہ ہے دل کو دوریٔ کوئے رسول کا
رو رو کے اس کا حال ہے اکدم گھلا ہوا

اسطرح محو ورد محمدؐ ہوں ہر گھڑی
طوطا ہو کوئی اسم محمد رٹا ہوا

O-O-O

نعتیہ غزل

خواہ پڑجائے کسی راہ گذر میں رہنا
جی میں آتا ہے کہ بس ان کے نگر میں رہنا

اے خدا! آرزو ہے حبِّ محمدؐ کے سوا
کوئی سودا بھی نہ حاشامرے سر میں رہنا

تیری آنکھوں میں نہ در آئے انا کی خشکی
یاد رکھ! ان کی ہے خو دیدۂ تر میں رہنا

جس نے رکھی نہیں بطحائی کھیویا سے غرض
بن گیا اس کا مقدر ہی بھنور میں رہنا

مثلِ گل کھلتا ہے دنیا میں ہر اک شخص مگر
گل کا مقصود نہیں شاخِ شجر میں رہنا

تو تو اک بندۂ پُر عیب ہے احمؔد تجھ کو
زیب دیتا ہی نہیں زعمِ ہنر میں رہنا

O-O-O
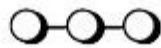
اچھا نہیں کعبہ کو بت خانہ بنا رکھنا

دینا کی محبت کو دل میں نہ بسا رکھنا
اچھا نہیں کعبہ کو بت خانہ بنا رکھنا

ہر درد نیا دینا، ہر زخم ہرا رکھنا
لیکن نہ دِوانے پر الزام جفا رکھنا

امید کے ماروں کی امید تمہیں سے ہے
محشر میں غلاموں کی تم لاج ذرا رکھنا

اس شغل سے برزخ کی ٹل جائے گی ہر آفت
سرکارؐ کی صورت کو آنکھوں میں بسا رکھنا

صحرا کی زمیں پر بھی سرکار کو آساں ہے
پھولوں کو کھلا لینا، پھولوں کا کھلا رکھنا

تدفین میں جلدی ہو، یہ مانتا ہوں لیکن
کچھ دیر تو آقا کے قدموں میں لٹا رکھنا

اس زرد کلاہی سے ہے سرخروئی تیری
اس تاجِ غلامی سے سر اپنا سجا رکھنا

قسمت ہی سے ملتا ہے اس در کا غبار احمد
سرمے کی طرح اس کو آنکھوں میں لگا رکھنا
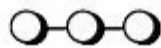
جوشِ جنوں نے ان کی گلی کا پتا دیا

گلشن میں آج اس نے تماشہ دکھادیا
کلیوں کے ساتھ خار کو بھی گل بنادیا

شرمندگی کے میں نے جو آنسو بہادیئے
اس نے نوازشات کا دریا بہادیا

جو زخم اس نے مجھ کو دیئے نو بہ نو دیئے
جو درد اس نے مجھ کو دیا لا دوا دیا

قدموں پہ ان کے سر تھا مجھے نیند آگئی
ایسا سلادیا کہ مقدر جگا دیا

میں پوچھتا تھا اوجِ ثریا کا راستہ
جوشِ جنوں نے ان کی گلی کا پتا دیا

وہ روشنی بکھیر رہے ہیں علوم کی
جن کو دیا علیؓ نے نبیؐ کا دیا۔ دیا

اغیار پر نظر مرے مشرب میں شرک ہے
سب کچھ ہے میرے پاس مرے پیر کا دیا

شام و یمن کے حصہ میں ہیں برکتیں بہت
ان کو نبیؐ نے تمغۂ بارک لنا دیا

احمدؔ فروغ حسن کی دکھلا کے وسعتیں
آقا نے میرے شوقِ لقا کو بڑھادیا

○-○-○
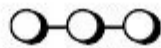
بارِ عصیاں اگر احمدؐ سے اٹھاتے نہ بنا
اس کو یوں چھوڑ کے آقا سے بھی جاتے نہ بنا

آگئے در پہ ترے آس کے مارے ، جن سے
اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بناتے نہ بنا

فکرِ امت میں تڑپتے تھے ہمارے آقاؐ
ان کو روتے تو بنا، ہم کو رلاتے نہ بنا

میرے سرکارؐ پہ دیکھو ہوئی نازل وہ کتاب
جس کا بوجھ اتنے پہاڑوں سے اٹھاتے نہ بنا
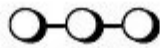
برطرح: میری طرف بھی حیدرِ کرار دیکھنا

محشر میں زیرِ دامنِ سرکار دیکھنا
پہنچا کہاں نصیبِ گنہگار دیکھنا

سایہ فگن ہے رحمتِ غفار دیکھنا
آتا ہے کس ادا سے گنہگار دیکھنا

رحمت خدا کی اور شفاعت رسولؐ کی
ہیں عاصیوں کے کیسے خریدار دیکھنا

جس سمت اٹھ گئی کھلے گلزار اس طرف
کیا گل کترتی ہے نگہِ یار دیکھنا

اک برق ہے کہ کوند رہی ہے جلال میں
سبطِ نبی کے ہاتھ میں تلوار دیکھنا

دنیا کو پھر ضرورتِ عزمِ حُسینؑ ہے
بڑھنے لگی ہے جرأتِ اشرار دیکھنا

O-O-O
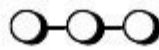
بزم میں آپ کا مداح جب آیا ہوگا
شعر کے نام پہ اک شور مچایا ہوگا

کیسے سمجھا کہ تڑپ رنگ نہ لائی تیری؟
یاد تو بھی ترے معشوق کو آیا ہوگا!

ان کی باتوں نے ہی مبہوت بنایا ہم کو
دیکھنے والوں کو کیا لطف نہ آیا ہوگا؟

ان کے مداحوں کی فہرست بنی ہے احمؔد
دیکھنا اس میں ترا نام بھی آیا ہوگا
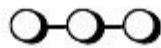
منقبت در شان حضرت سید پرورش علی شاہ قدس سرہ

(فارسی و اردو مخلوط)

رحم فرمائے غلاماں پیرما اے شاہِ ما
کیجئے ہم سب کا درماں پیرما اے شاہِ ما

میشود دست خدا، دست نبی بر پشتِ او
آپ ہیں جس کے نگہباں پیرما اے شاہِ ما

خانۂ تو مطلع خورشید ہائے علم و فضل
ہم ترے مرہون احساں پیرما اے شاہِ ما

سارے عالم پر رہے فیضانِ حضرت کا سحاب
تاابد ریزان و پاشاں پیرما اے شاہِ ما

جز تو اے پیر مغانم من نہ دارم ملجائے
کیجئے ہر مشکل آساں پیرما اے شاہِ ما

نور ہے مسجد تو نورانی تمہاری خانقاہ
ہر دوجانب نورِ یزداں پیرما اے شاہِ ما

آپ کے دامن گرفتہ ہو کے ہم یاسیدی
تا بہ گے حال پریشاں پیرما اے شاہِ ما

لطف کن شاہا بہ احمدؔ، ہم بہ دنیا ہم بہ دیں
بہر یحییٰ، بہر عثماں پیرما اے شاہِ ما
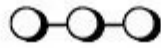
نورِ حق ظاہر ہوا حق آشکارا ہوگیا (طرحی)

کعبۃ اللہ کیوں مسلمانوں کا قبلہ ہوگیا
بات اتنی ہے کہ بس آقا کا منشا ہوگیا

کہہ گئے ہیں آفتاب آمد دلیلِ آفتاب
نورِ حق ظاہر ہوا حق آشکارا ہوگیا

لغزشوں کی تیرگی سے دل مرا تھا مضطرب
شمعِ الفت جل گئی، دل میں اجالا ہوگیا

ہجر نے بسمل بنایا، وصل نے رقصاں کیا
الغرض ہر حال میں میرا تماشہ ہوگیا

سوئے طیبہ پاؤں اٹھے اور نہ پھیلے تیرے ہاتھ
تجھ کو اے تقویٰ کے دعویدار لقوا ہوگیا

اک نگہ تیری پڑی احمد کی قسمت جاگ اٹھی
غم گرفتہ تھا، پر اب دامن گرفتہ ہوگیا

O-O-O
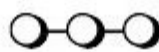
منقبت

درشان حضرت یحییٰ پاشاہ قبلہ قدس سرہ

برطرح: ہر بات نرالی یحییٰ کی، ہر رنگ انوکھا یحییٰ کا

میں ان کی عنایت کے قرباں، اک ربط ہے میرا یحییٰ کا
جس وقت بھی لغزش ہوتی ہے، ملتا ہے سہارا یحییٰ کا

سب دیکھ کے حیراں ہوتے ہیں، انگشت بدنداں ہوتے ہیں
جب دستِ محی سے دامن میں بھر لیتا ہوں صدقہ یحییٰ کا

محفل میں ہو یا تنہائی میں، ہر کرب میں ہر کٹھنائی میں
ہر موڑ پہ کام آیا اپنے، اک ورد اغثنا یحییٰ کا

دیدانگی ہے میرا کارِ جنوں، رگ رگ ہے مری سرشارِ جنوں
آنکھوں میں بٹھا کر کرتا ہوں، پلکوں سے اتارا یحییٰ کا

کیا ذکرِ دوئی کیا غیریت ، ہے قصہٗ عینِ عینیت
وہ پان چبانا خواجہ کا، اس پان کو کھانا یحیٰ کا☆

وہ بات نظامِ عثماں کی، وہ دشمن کی بم اندازی
جس ہاتھ نے اسکو روک لیا، وہ ہاتھ تھا کس کا؟ یحیٰ کا☆

اللہ وہ حرم میں شب بسری، وہ لمسِ جسد وہ دیدہ وری
ہر بات نرالی یحیٰ کی، ہر رنگ انوکھا یحیٰ کا☆

O-O-O

☆تلمیح: (مختلف واقعات کی طرف اشارہ ہے)

منقبت

اہل بیت اطہار وخلفائے راشدینؓ

دل میں آیا جس کے بغضِ اہل بیت، اسکا دل دشتِ لق و دق ہوگیا
ہر رگ و ریشہ میں ظلمت بس گئی، ہر نفس محرومِ رونق ہوگیا

یادِ اہل بیت کی محفل سجی، چھا گئی سر پر گھٹا انوار کی
چاہنے والوں کے چہرے کھل اٹھے، رنگ روئے خارجی فق ہوگیا

ہیں خدیجہ ایسی ام المومنیں، جن سے مستحکم ہوا دینِ متیں
عائشہ وہ جن کی عصمت کا گواہ خالقِ کُل ربِ مطلق ہوگیا

فاطمہ سردارِ نسوانِ جہاں، قرۃ العینِ شہ کون ومکاں
اُن سے جس کے دل میں کینہ آگیا، اس کے حق میں قہر برحق ہوگیا

کیوں نہ بن جاؤں ثنا خوانِ علی، کیوں نہ کہلاؤں ثنا خوانِ علی
جب ثنا خوانوں کے گھر پیدا ہوا، یہ مرا پیدائشی حق ہوگیا

اُس شہنشہ کے چہیتے ہیں حسن، ایسے قادر کے نواسے ہیں حسن
حکم پر جن کے شجر چلنے لگے، جن کی ایما پر قمر شق ہوگیا

بد دعا دیتے جو شاہِ کربلا، خاک ہوجاتا یزیدی قافلہ
اک شقی ہی کو دی جس دم بد دعا، وہ اسی دم نذرِ خندق ہوگیا

میں گدا حسنین کا شیخین کا، اور شہ عثمان ذی النورین کا
جس کو ہے ان میں جدائی کا خیال، وہ مری نظروں میں احمق ہوگیا

اللہ اللہ شان زین العابدیں، غیر بھی تھے مدح میں رطب اللساں
اُن کے بطحائی ثنا خواں ہوگئے، مدح گو ان کا فرزدق ہوگیا

ہے درست اہلِ لغت کا یہ خیال ، مادہ احمد کا ہے حا میم دال
کیسے چھوڑے گا بھلا احمد وہ کام، نام اس کا جس سے مشتق ہوگیا

O-O-O
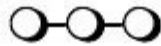
دوغزلہ (طرحی)

کشکول میں بھر دیجے صدقہ درِ دولت کا
"یا غوث یہ بندہ ہے محتاج عنایت کا"

ہر آن تصور ہے سرکار کی صورت کا
ملتا ہے مزہ مجھ کو قرآں کی تلاوت کا

مُردوں کو جلایا ہے اور وہ بھی بِـــاذِنِـــی سے
اندازہ کرو اس سے سرکار کی قدرت کا

اے سرورِ دوعالمؐ یہ کام تمہارا ہے
دوجگ میں بھرم رکھنا پروردۂ نسبت کا

سرکار کے سائے میں اٹھے گا مرا لاشہ
کیا ڈر مجھے محشر کے سورج کی تمازت کا

حکامِ زمانہ سب کٹھ پتلیاں ہوتے ہیں
ہوتا ہے فقط نافذ حکم ان کی عدالت کا

ہر ایک سوالی کو مل جاتا ہے منہ مانگے
کونین میں چرچا ہے آقا کی سخاوت کا

ارواح کا عالم بھی مکشوف ہوا ان پر
جن آنکھوں میں سرمہ ہے خاکِ درِ دولت کا

اس در پہ سلجھتا ہے ہر عقدۂ لا ینحل
ادنیٰ یہ کرشمہ ہے سرکار کی قدرت کا

اب کیوں نہ میں اے احمدؔ اک اور غزل کہہ دوں
چسکہ جو لگا مجھ کو سرکار کی مدحت کا

آئے نہ کبھی لب پر اک حرف شکایت کا
دستور نرالا ہے یارانِ طریقت کا

جس کو ہے غرور اپنے تقوے کا ریاضت کا
اس شخص کو کھٹکا ہے محشر میں ہزیمت کا

سجدوں کی جزا کچھ ہو، الفت سے تقابل کیا
ہے طرۂ مع من تو بس اہلِ محبت کا

حج کی تو قبولیت مشروط بہ صحت ہے
بے قید ہے مَـــن زارَ پروانہ شفاعت کا

شاہانِ زمانہ سے کچھ کام نہیں مجھ کو
میں مست ہوں کھا کھا کر صدقہ درِ دولت کا

اجمیر کے خواجہ کا ہے ہند میں راج احمؔد
ہے اس لئے راجستھاں نام انکی ریاست کا

O-O-O

طرحی

آرزوؤں کا طوفان تھا دیدنی ، اس نے جب اذنِ عرضِ تمنا دیا
لیکن اس راز کو فاش ہم کیوں کریں، ہم نے کیا کیا لیا، اس نے کیا کیا دیا

کچھ چھپانے کی ہم کو ضرورت نہیں، لیکن اظہار کی بھی تو صورت نہیں
عالمِ وصل میں ہوش کس کو رہا ، کیا خبر کیا ہوا ،کیا لیا، کیا دیا

اُس کی مرضی چلی رحمت وقہر میں ، کوئی مانع نہ پیدا ہوا دہر میں
جو بھی چاہا دیا ، جب بھی چاہا دیا ، جس کو چاہا دیا ، جتنا چاہا دیا

اہلِ ظاہر ہوتم ، یاد اتنا رکھو، سب کے بارے میں رائے نہ قائم کرو
باطنی طور پر میرے اللہ نے، کون جانے کسے کیسا درجہ دیا

راہِ حق میں اگر تم نے کچھ دے دیا، تو نہ ہرگز کبھی فخر کرنے لگو
فخر کرنے سے پہلے یہ سوچو ذرا ، تم کو کتنا ملا ، تم نے کتنا دیا

عشق کی راہ میں پہرے بیٹھے رہے، زخم تازہ تو کیا گہرے ہوتے گئے
میری وارفتگی اور بڑھتی گئی، عقل والوں نے جب جب بھی فتویٰ دیا

قبلِ بعثت فضائے زمینِ عرب، تھی مکدر بہ بدبوئے عیش و طرب
فضلِ مولیٰ ہوا، ایک گُل کھِل گیا اور فضائے دوعالم کو مہکا دیا

آئی دنیا ہر اک دن بہ رنگِ دگر، لوگ جاتے رہے اس کے پیچھے مگر
رہ کے دنیا میں دنیا سے بچتے رہے، جس کو بچنے کا حق نے سلیقہ دیا

اپنی امت کا سرکار کو پاس ہے، ان کی شرمندگی کا بھی احساس ہے
جب میں رونے لگا سن کے شَرًّا یَّرَہ، بڑھ کے اَلمَرءُ مَعَ مَن کا تمغہ دیا

یہ تو احمد بڑے فخر کی بات ہے، جاؤ اور دوستوں کو سناؤ ذرا
''صدقۂ شاہؒ میں حق نے اے دوستو! غوث اعظمؓ کا ہم کو وسیلہ دیا''
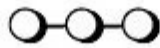
منقبت

ان کے در کا جو فقیرِ بے نوا ہوجائے گا
اک عطا سے ان کی رشکِ اغنیا ہوجائے گا

آپ کا بابِ کرم جس وقت وا ہوجائے گا
ذرۂ ناچیز مہرِ پُر ضیا ہوجائے گا

جس پہ بھی پڑجائے ان کی اک عنایت کی نظر
دیکھتے ہی دیکھتے وہ کیا سے کیا ہوجائے گا

جب تلاطم میں پھنسو چلاؤ یا غوث المدد
دیکھو پھر کیسے تلاطم ناخدا ہوجائے گا

بندہ پرور آپ کا میں بندۂ بے دام ہوں
کچھ عطا کردیں تو میرابھی بھلا ہوجائے گا

دیر ہے ان کے کرم کی ورنہ احمدؔ یاد رکھ
آنِ واحد ہی میں ذرہ کیمیا ہوجائے گا

O-O-O
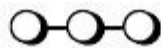
نعت شریف

خدا کے جس کسی بندے کا محشر میں بھلا ہوگا
نہیں کچھ شک کہ وہ بندہ غلامِ مصطفٰی ہوگا

تلاش آساں ہے محشر میں شہ بطحٰا کے خادم کی
لوائے حمد کے نیچے کھڑا وہ جھومتا ہوگا

تمہاری عقل ہی ناقص پھر اُس پر جہل کے پردے
ذرا سوچو کہ عرفانِ محمد تم سے کیا ہوگا

قیامت میں بھی ہم لپٹے رہیں گے ان کے دامن سے
انہی کا دامنِ اقدس ہمارا آسرا ہوگا

زمینِ سخت پر سجدوں کے گٹھے نور کیا لاتے
وہ سِیمَاھُم یقیناً نقشِ پائے مصطفٰی ہوگا

O-O-O
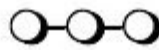
سر پر جو غلامی کا تری تاج رہے گا
کونین کی ہر شئے پہ مرا راج رہے گا

بندوں پہ نظر جس کی رہے گی وہ ہمیشہ
ہر بندۂ مجبور کا محتاج رہے گا

اخلاص میں اخلاص کو مت ڈھونڈیئے ورنہ
اخلاص خود اخلاص کا محتاج رہے گا

بتلایئے احمدؔ کہ جو معطی کا ہے محتاج
کس طرح نہ قاسم کا وہ محتاج رہے گا؟

دے سہارا کہ نہیں وقت یہ بہلانے کا
حوصلہ ٹوٹ نہ جائے ترے دیوانے کا

با اثر کب ہو ، خدا جانے مری آہِ رسا
دل مرا آج بھی ویرانہ ہے ویرانے کا

زندگی بھر تو پرکھتا رہا ، اب تو نہ پرکھ
وقت ہے یہ مری بالیں پہ چلے آنے کا

اور کچھ بھی تو نہیں اس کے سوا میری طلب
خواب شرمندۂ تعبیر ہو دیوانے کا

ظلمتِ شب میں چمکتا رہا سورج کی طرح
میری پیشانی پہ ذرہ ترے کاشانے کا

آج احمدؔ کو سر آنکھوں پہ بٹھاتے کیوں ہو؟
کل تو کہتے تھے کہ تنکا ہے صنم خانے کا

منقبت

جب بھی میں بغداد کو جاؤں گا اپنے تن سمیت
سر مرا ہوجائے گا خم ، شانہ و گردن سمیت

عبدِ قادر کا سوالی ہوں تو کیوں ہوگی بھلا
مجھ کو کوئی فکر ، فکرِ وسعتِ دامن سمیت

کیا کہوں میں کیا ہوا ، جب وہ ہوئے رونق فزا
گھر کا گھر کرنے لگا جگمگ مرا ، آنگن سمیت

''آرہے ہیں غوث'' اگر ہوجائے ہاتف کی ندا
جی اٹھے گا میرا لاشہ ، کیا کفن ، مدفن سمیت

وہ نگہباں ہیں تو رکھوں دوستوں پر کیوں نظر
میری رکھوالی کرے گا ہر نفس ، دشمن سمیت

جس کو وہ روشن کریں ، اس کو ہوا کا خوف کیا
تا ابد باقی رہے گا وہ دیا ، روغن سمیت

عہدِ طفلی میں ترے ایفائے عہد و صدق کا
قافلہ کا قافلہ قائل ہوا ، رہزن سمیت

خوب گزرا ان کے بندوں کی شفاعت ہوگئی
ورنہ بجھ جاتا جہنم ، شعلہ اور ایندھن سمیت

ہنسنے والے ہنس پڑے احمدؔ پہ لیکن روزِ حشر
اس کا سب کچھ قیمتی نکلا ، دوانہ پن سمیت
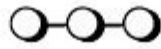
منقبت

(جس کا ہر شعر ’ث‘ سے شروع اور ’ث‘ پر ختم ہوتا ہے)

ثبت ہے دل پہ مرے نام تمہارا یا غوثؒ
دونوں عالم میں ہے یہ میرا سہارا یا غوثؒ

ثابت آجائے گی طوفان سے کشتی میری
چشم رحمت کا جو ہوجائے اشارا یا غوثؒ

ثروت اور حشمت و شہرت کی طلب مجھ کو نہیں
مست ہوں، ہے ترے ٹکڑوں پہ گذارا یا غوثؒ

ثقلِ عصیاں سے پریشان ہے گردن خم ہے
چشم رحمت ہو کہ احمدؔ ہے تمہارا یا غوثؒ
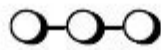
مزید اشعار جو 'ث' سے شروع اور 'ث' پر ختم ہوتے ہیں:

ثابت ہوا ہے عرصۂ عالم میں بارہا
ظالم سے ہے توقع مہر و وفا عبث

ثروت کے طالبو! تمہیں فردا کی فکر ہو
ماضی کی تنگدستی پہ آہ و بکا عبث

ثمرہ کا مستحق ہے وہی ، ہے جو محنتی
ناکامیوں پہ بخت سے شکوہ گلہ عبث

(اسی زمین میں اک اور شعر مگر یہ ث سے شروع نہیں ہوتا)

ہر شخص ہوگیا ہے امارت کا مدعی
اب کارواں فضول ہے ، بانگِ درا عبث

(اک اور شعر جو 'ث' سے شروع اور 'ث' پر ختم ہوتا ہے)

ثنائے مصطفےٰ ہر دم رہی مصروفیت میری
عجب کیا ہے جو ہوجائے مری بخشش کا یہ باعث

○-○-○
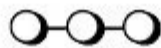
منقبت (طرحی)

اُس بساطِ دہر پر کیسا پیادہ کیا وزیر
کھیلنے والے * ہوں جس کے غوث اعظم دستگیرؒ

آخر اُن سے عرضِ مطلب میں کروں تو کیوں کروں
مانتے ہیں جن کو اہل دوجہاں روشن ضمیر

ربِ قادر کا تماشہ عبدِ قادر سے عیاں
بطنِ مادر ہی سے قادر بن کے آئے دستگیر

بیکسی میں دستگیری کو ہیں دو دو آسرے
خواجۂ بیکس نواز اور غوث اعظم دستگیرؒ

بن کے ماہ و مہر و اختر آسمانِ دہر پر
چھا گئے ہیں خادمانِ غوث اعظم دستگیرؒ

O-O-O
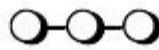
* شائد یہاں کچھ لوگ اعتراض کریں کہ کھیلنے کا لفظ شایانِ شان نہیں، تو میں پوچھتا ہوں کہ جب پیادہ اور وزیر کے ساتھ شطرنج کی بساط کی طرف کنایہ ہو تو کھیلنے کے سوا اور کیا فعل ہو سکتا ہے؟ (احمد حنبلی)

رہا جو زندگی بھر زینتِ زیرِ بغل بن کر
اُسی نے پہلے چھوڑا ساتھ پیغامِ اجل بن کر

بہت آسان ہیں پڑھ لو لکیریں میری قسمت کی
جبینِ ناز پر دیکھو اُبھر آئیں ہیں بل بن کر

گواہی حشر میں اعمال کی دینگے جوارح جب
مری نس نس سے ٹپکے گا تمہارا غم عمل بن کر

رگ و پئے سے نمایاں ہیں بشکلِ آرزو احمدؔ
جو ساتھ آئے تھے میرے تحفۂ روز ازل بن کر

نعت شریف

ہر غم گرفتہ جائے ہے غمخوار کی طرف
میں جارہا ہوں سیدِ ابرار کی طرف

دیکھا ہے جس نے نور مجسمؐ کے حسن کو
دیکھے گا کیوں وہ مصر کے بازار کی طرف

خواہش ہے زیبِ سر رہے نعلینِ مصطفیٰؐ
مائل نہیں میں جبہ و دستار کی طرف

کرتی ہے ایسی مست مدینے کی حاضری
جاتا نہیں خیال بھی گھر بار کی طرف

جس دن سے میں نے ہوش سنبھالا ہے کیا کروں
میلانِ دل ہے اپنے طرحدار کی طرف

کس شان کی فروخت ہے کیا معتبر خرید
دل خود چلا ہے اپنے خریدار کی طرف

کیسے لبھائیں گے اسے دنیا کے میکدے
نظریں ہوں جس کی ساقیٔ خمار کی طرف

دندانِ مصطفیٰ کی چمک دیکھنے کے بعد
دیکھے گا کوئی کیوں دُرِ شہوار کی طرف

ہے نازِ ورع جس کو وہ میزاں کے پاس جائے
جائے گا احمدؔ احمدِ مختارؐ کی طرف
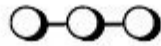
صاف رکھئے گا سدا احمدؔ زمینِ پاکِ دل
کبر و نخوت بغض و کینہ ہیں خس و خاشاکِ دل

کچھ نہیں چاکِ گریباں وجدِ ظاہر کے سوا
وجدِ باطن جس کو کہتے ہیں تو وہ ہے چاکِ دل

گوشت کے اک لوتھڑے کو لوگ دل سمجھے مگر
اچھے اچھوں کو نہیں ہے واقعی ادراکِ دل

آپ آجائیں تو یہ رشکِ گل و گلزار ہو
کاٹ کھاتا ہے مجھے صحرائے دہشت ناکِ دل
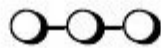
سلام بہ بارگاہِ امام ہمام علیہ السلام

یا حسین ابن علیؑ تیری امامت کو سلام
راکبِ دوشِ پیمبر تیری طینت کو سلام

عرض کرتی ہے زمینِ کربلا با احترام
عزمِ سردارِ شبابِ اہلِ جنت کو سلام

سبطِ لَولاکَ لَمَا ، مَن کُنتُ مولا کے پسر
شانِ مَن وّالاہ کے حامل کی عظمت کو سلام

لشکرِ جرار سے جو برسرِ پیکار تھے
اُن بہترؔ جانثاروں کی شجاعت کو سلام

حق پہ رہ کر حق کی خاطر ہوگئے وہ جاں بحق
حق یہ ہے ،کہتا ہے حق ایسی شہادت کو سلام

تا دمِ آخر کروں گا میں غمِ حسنین میں
بہنے والے آنسوؤں کی قدر و قیمت کو سلام

فخرِ احمدؔ ہے گدائی کوئے اہلِ بیت کی
اس کے آگے دور ہی سے جاہ و حشمت کو سلام

O-O-O

عجیب چیز محبت کی چاشنی ہے میاں
عبادتوں کو اسی سے جِلا ملی ہے میاں

تلاشِ یار ہے کوچہ بہ کوچہ نادانی
مری نظر سے رگِ جاں یہ کہہ رہی ہے میاں

نبیرگی پہ جو اتراؤں، ہوگی بے ادبی
شرف مرے لئے تیری گداگری ہے میاں

میں وہ نہیں جو کوئی بات لے کے اڑ جائے
کرو وہی کہ مری جس میں بہتری ہے میاں

خجل ہے حاتمِ طائی بھی جود پر تیرے
تری سخا کی قسم، تو بڑا سخی ہے میاں

ابھی تو کھیلے گی اٹھکھیلیاں بہت احمؔد
خیالِ یار کی دلہن نئی نئی ہے میاں

O-O-O

نعت شریف (طرحی)

خلقت میں سب سے افضل و برتر حضورؐ ہیں
جس کا نہیں ہے کوئی بھی ہمسر حضورؐ ہیں

گُم گشتگانِ راہ کے رہبر حضور ہیں
دریائے معرفت کے شناور حضورؐ ہیں

ابرار جس کے سامنے قطروں کے مثل ہیں
اک ایسا بے کنار سمندر حضورؐ ہیں

تحت الثریٰ سے اوجِ ثریا کے پار تک
محبوبِ حق کے نام سے اشہر حضورؐ ہیں

ہو کس کو تابِ دید کہ غش کھاگئے کلیمؑ
اک دیدہ بازِ جلوۂ داور حضورؐ ہیں

جائے گا کیوں نہ بہرِ شفاعت انہی کے پاس
احؔمد ہے عاصی ، شافعِ محشر حضورؐ ہیں

O-O-O
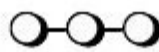
ہمارے واسطے سب کچھ ہے طیبہ ، دیر نہیں
بنی مسیح نہیں ہم، بنی عزیر نہیں

یہ بزمِ ناز ہے عشاقِ شاہِ بطحاؐ کی
قسم خدا کی یہاں کوئی میرا غیر نہیں

جو راہِ خیرِ بشرؐ پر ہے ، خیرِ امت ہے
ہٹا جو خیر کے رستے سے اس کی خیر نہیں

میرا خمیر ہی ایسا ہے، کیا کروں، کہ یہ سر
وہاں جھکے نہیں جس جا نبیؐ کا پیر نہیں
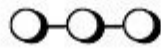
بہت خوش ہوں میں

وہ آئے مرے گھر بہت خوش ہوں میں
نہ جھوموں گا کیوں کر بہت خوش ہوں میں

ہوں ان کا سگِ در بہت خوش ہوں میں
یہ نعمت ہے ، اس پر بہت خوش ہوں میں

وہ مخمور آنکھیں ہیں سرکار کی
جن آنکھوں سے پی کر بہت خوش ہوں میں

بظاہر ہوں دل ٹوٹنے پر حزیں
پر اندر ہی اندر بہت خوش ہوں میں

ہے خواجہ کی چوکھٹ سنگھاسن مجھے
یہاں اے سکندر! بہت خوش ہوں میں

مرے پیر نے جب سے احمدؔ مجھے
کہا اپنا نوکر بہت خوش ہوں میں

○-○-○

مجسم بن کے میخانہ وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

(طرحی)

سجا کر بزمِ رندانہ وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں
مجسم بن کے میخانہ وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

پڑے گی ان کی عظمت خشک مُلا کے کہاں پلے
مئے وحدت کا پیمانہ وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

خمار آلود آنکھیں ان کی، غمازِ حقیقت ہیں
نہ سمجھو اس کو افسانہ وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

دیارِ یار میں دھونی رما کر بیٹھ ہی جانا
کبھی اٹھ کر نہ تم جانا وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

نہیں اس میکدہ کو اور میخانوں کے کچھ نسبت
یہاں پیالہ نہ لے آنا وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

نہیں ہے کوئی اندیشہ یہاں پر مئے کی قلت کا
ہر اک پیاسے کو بلوانا وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

یہاں ہر نیک و بد کو بادۂ پاکیزہ ملتا ہے
وضو کرکے چلے آنا وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

مرے خواجہ کا میخانہ نہیں جز وقتی اے احمد
بلانوشوں کو روزانہ وہ آنکھوں سے پلاتے ہیں

برطرح: کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے، حضور تشریف لا رہے ہیں

خدا ہی جانے کہ مجھ کو بھٹی میں کیوں وہ آخر تپا رہے ہیں؟
پر اتنا تو جانتا ہوں، مجھ کو وہ کچھ نہ کچھ تو بنا رہے ہیں

جو مجھ پہ ڈالی گئی مصیبت، ہے اس میں کچھ تو میاں کی حکمت
میں مرغِ بسمل بنا ہوا ہوں، وہ چپ کھڑے مسکرا رہے ہیں

مرے میاں کا یہ آستانہ ، دیار ہے یا نگارخانہ
جو آ رہے ہیں بگڑ بگڑ کر یہاں سے بن بن کے جا رہے ہیں

زباں پہ وردِ مرحبا ہے ، اور آج عالم ہی دوسرا ہے
''کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے ، حضور تشریف لا رہے ہیں''

O-O-O

میں اپنے دل میں حبِ سید ابرار رکھتا ہوں
تبھی تو ہے یہ دعویٰ ، طالع بیدار رکھتا ہوں

سنا ہے دید ان کی ، ہر کدورت دور کرتی ہے
بُرا ہوں، اس لئے تو خواہش دیدار رکھتا ہوں

مرے ساقی مجھے جام عنایت دیں نہ دیں، مرضی
نہیں کہتا کہ دو، پر اُن سے آنکھیں چار رکھتا ہوں

اجی جالی تو جالی ہے، اجی گنبد تو گنبد ہے
مدینے کے گلی کوچوں سے بھی میں پیار رکھتا ہوں

شریعت میں تصور پر کوئی فتویٰ نہیں لگتا
سو اُن کے در پہ سر اپنا ہزاروں بار رکھتا ہوں

فرشتوں کی سمجھ سے ماورا ہے میری خوش بختی
بڑا مجرم ہوں لیکن ایک شافع یار رکھتا ہوں

نہیں حسن عمل احمد کسوئی فضلِ مولیٰ کی
غلط کیا ہے؟ اگر امیدِ فضلِ یار رکھتا ہوں

○-○-○

(طرحی)

خوب معلوم ہے ہر سجدے کی بابت مجھ کو
نہیں واعظ ترے فتووں کے ضرورت مجھ کو

رقص کروائے نہ کیوں زعمِ عنایت مجھ کو
لوگ جب کہتے ہیں پروردۂ نسبت مجھ کو

لب پہ تسبیحِ خدا ، سر میں ہے سودائے نبیؐ
پھر ملے کیسے نہ سجدوں میں حلاوت مجھ کو

میں دکھاؤں گا تجھے رقصِ جنوں کی خوبی
ان کا جلوہ تو دکھا سوزِ محبت مجھ کو

سیم و زر لعل و گہر قیمتی چیزیں ہیں مگر
صدقۂ پیر ہے سب سے بڑی دولت مجھ کو

○-○-○

چشمِ پُر اشک مانگو قلبِ حزین مانگو
سجدوں کی ہو جو خوگر ، ایسی جبین مانگو

بے وقعتی میں اس کی کوئی بھی شک نہیں ہے
دنیا کو بھول جاؤ ، مانگو تو دین مانگو

جس کو یہ مل گئے ہوں اس کو نہیں ہے کچھ غم
جب مانگنا ہی ٹھہرا ، صبر و یقین مانگو

مانگو سخائے دریا، خورشید کی چمک بھی
اور عاجزی بھی احمد مثلِ زمین مانگو

○-○-○

برطرح: بنام حضرت یحییٰ ملا جو کچھ ملا ہم کو

طبیبِ حاذقِ یکتا نے دی ایسی دوا ہم کو
مریضِ ہوش تھے ہم، پھر نہ جانے کیا ہوا ہم کو

نہیں معلوم ہے منزل کا اپنی راستہ ہم کو
لئے چلتا ہے اپنے ساتھ ان کا نقش پا ہم کو

کہیں سے بھی قدم اٹھیں یہیں پر آکے ٹکتے ہیں
نہیں دیتا سجھائی اور کوئی راستہ ہم کو

چنبیلی کا یہ منڈھوا گنبدِ خضرا کا سایہ ہے
ہر اک جھونکے سے آتی ہے مدینہ کی ہوا ہم کو

جنونِ عشق خواجہ سے نہ آئے باز ہم ہرگز
کسی نے کچھ کہا ہم کو، کسی نے کچھ کہا ہم کو

ہم اپنے یار کی مرضی پہ احمدؔ سر جھکائیں گے
بزرگوں نے سکھایا ہی نہیں چون و چرا ہم کو

O-O-O

یا شان اللہ محبوب اللہ

یـا شــان اللہ مــحـبـوب اللہ
شـیـئـاً للہ مــحـبـوب اللہ

کیا شان نرالی ہے تیری
اللہ اللہ مـحبوب اللہ

ہاتھ آیا مرے دامن تیرا
مــن فــضــل اللہ مــحـبـوب اللہ

تو میرا ہے میں تیرا ہوں
واللہ باللہ محبوب اللہ

مشکل میں زباں پر آتا ہے
مــحـبـوب اللہ مــحـبـوب اللہ

چھوڑے ترا دامن اور احمد
حــاشــا کـلا مـحـبـوب اللہ

O-O-O

کسب سے جو نہیں ملتا عنایت میں اسے ڈھونڈو

حقیقت ہے وجود اس کا "حقیقت" میں اسے ڈھونڈو
بصارت میں نہیں کھلتا ، بصیرت میں اسے ڈھونڈو

جمالِ ذات لا یدرک کی دولت تم نہ پاؤ گے
نہ جب تک روئے جاناں کی تلاوت میں اسے ڈھونڈو

حرم میں ، دیر میں کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو تم اس کو
تڑپ میں، بے کلی میں، سوز و رقت میں اسے ڈھونڈو

احاطہ کر نہیں سکتیں مکاں کی وسعتیں اس کا
مگر ہاں ، درد مندوں کی معیت میں اسے ڈھونڈو

عطائے خاص ان کی سب کے حصہ میں نہیں آتی
جو تم چاہو تو پیروں کی حمایت میں اسے ڈھونڈو

کرم کے ڈھونڈنے والے بھی کچھ سوتے ہیں راتوں میں
اٹھو پچھلی پہر کو اور خلوت میں اسے ڈھونڈو

پتہ کی بات فرمادی مرے سرکار یحییٰ نے
کسب سے جو نہیں ملتا عنایت میں اسے ڈھونڈو

نظر آتا نہیں احمد تو چھوڑو ، آج رہنے دو
لواء الحمد کے نیچے قیامت میں اسے ڈھونڈو

O-O-O

منقبت در شان

سیدۃ نساء العالمین سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

فخرِ شاہِ زمن فاطمہؓ | نازِ خیبر شکن فاطمہؓ
اک حسین اک حسن فاطمہؓ | ہیں ترے دو رتن فاطمہؓ
تیرے گھر کی پون فاطمہؓ | رشکِ بادِ عدن فاطمہؓ
تیری مدحت میں ہیں بلبلیں | روز و شب نغمہ زن فاطمہؓ
مرد کی آبرو ہیں علیؓ | عصمتِ صنفِ زن فاطمہؓ
زیب تن کر کے پیدا ہوئیں | زہد کا پیرہن فاطمہؓ
کہہ رہی ہے مثالی ہوں میں | تیری چال اور چلن فاطمہؓ
چھو سکے گی ترے داس کو | کب نرک کی اگن فاطمہؓ

لاج رکھوں گی احمدؔ تری
دے دو اتنا وچن فاطمہؓ

O-O-O

منقبت (مستزاد)

آئینہ انوار نبی غوث زمانہ — عظمت میں یگانہ
خواجہ ترا دربار غریبوں کا ٹھکانہ — رحمت کا دہانہ

ہر خواب جو شرمندۂ تعبیر ہوا ہے — سب تیری عطا ہے
لٹتا ہے سدا تیری عطاؤں کا خزانہ — اے شاہ زمانہ

رخ آپ کا ہے سید ابرار کی صورت — تنویر کی مورت
کیا موہنی تصویر ہے بس دیکھتے جانا — سینے سے لگانا

گرداب خطا سے مجھے سرکار بچالو — دامن میں چھپالو
بندوں کو نبھنے میں تمہارا ہے گھرانہ — مشہور زمانہ

احمد کو نہ جانا ہے کہیں قبلۂ عالم — اے خلق مجسم
آتا ہے اسے سرتری چوکھٹ پہ جھکانا — تقدیر بنانا

○-○-○

طرحی نعت

وہ شاعر نعت گوئی جس کے دل کا آب و دانہ ہے
کوئی مانے نہ مانے اس کو دانا میں نے مانا ہے

عبادت ہے یقیناً نعتِ پاکِ مصطفیٰ گوئی
یہ جو دو مصرع ہائے شعر ہیں گویا دوگانہ ہے

نبی سے عشق رکھنے والا مومن ہوتا ہے لیکن
وہی مومن ہے کامل، عشق جس کا والہانہ ہے

مرا مشرب یہ کہتا ہے نظر کو قید مت کرلو
جدھر جلوہ نظر آئے ادھر سر کو جھکانا ہے

کہا قل لا اقول اللہ نے عندی خزائن پر
پتہ سب کو دیا جاتا نہیں ہے، یہ خزانہ ہے!

جو منکر فاتحہ کا ہے، اسے مفتوح رہنے دو
مزاج اپنا تو اے احمد مزاج فاتحانہ ہے

O-O-O

زباں کر ہی نہیں سکتی اگر حالت بیاں میری
بہت کچھ بول دیتی ہے نگاہِ بے زباں میری

سمجھ میں آرہا ہے اب کہ ان کا ہوگیا جب سے
بلائیں لے رہے ہیں کیوں زمین و آسماں میری

میں کس برتے پہ دیدارِ نبی کی آرزو رکھوں؟
رخِ تابانِ خیرہ کن کہاں۔آنکھیں کہاں میری؟

طلب سے گو ہے ناممکن، عنایت سے تو ممکن ہے
کہ ہوجائے شمولیت بہ بزمِ عاشقاں میری

نبی کی بارگہ میں باریابی کیا ہو مجرم کی؟
مگر امید ہے کروائیں گے خواجہ میاں میری

غرورِ زہد کام آیا نہ آیا علم و فضل احمد
محبت کے سوا محنت گئی سب رائیگاں میری

O-O-O

منقبت مولا علیؓ (طرحی)

خدا یا عطا کر معیت علیؓ کی
مجھے کاٹ کھاتی ہے فرقت علیؓ کی

نہیں ان کے دیدار کی تاب مجھ کو
جھلک بھی ملے تو غنیمت علیؓ کی

یہ عشاق کی محفلیں کہہ رہی ہیں
"ہے اب تک دلوں پر حکومت علیؓ کی"

فراشِ شہِ دیں پہ شامِ ہجرت
تھی کیا دیدنی استراحت علیؓ کی

شہنشاہِ کُلؐ کے بنے وہ خلیفہ
مسلم ہوئی بادشاہت علیؓ کی

نہ چھوڑوں گا چوکھٹ نہ چھوڑوں گا چوکھٹ
خدا کی قسم تا قیامت علیؓ کی

بناتی ہے کرگس کو شہباز احمدؔ
بڑی کیمیا گر ہے نسبت علیؓ کی

OOO

اس مہ منور میں حق نے مہ نکالا ہے
جس کے نور سے ہر سو رشد کا اجالا ہے

مسلکم کی وادی میں وہ بھٹکنے والا ہے
جس بشر کو شیطاں نے وسوسہ میں ڈالا ہے

ادھیا پکوں کا پد چھاتر نے سنبھالا ہے
ودھیارتھی ویسا جیسی پاٹھ شالا ہے

ہر بہار ستی ہے، پھر بھی فاقہ مستی ہے
اہل بیت کے گھر کا ہر عمل نرالا ہے

کاش کوئی طیبہ سے آ کے یہ خبر دے دے
لب پہ میرے آقا کے ''جا اُسے بُلالا'' ہے

مکرِ نفس سے مجھ کو یا نبیؐ بچالیجے
آستین میں اپنی میں نے سانپ پالا ہے

جب نبیِ رحمتؐ ہی بخشوانے آئیں گے
سوچ لے کہ کیا احمدؔ تیرا ہونے والا ہے

(طرحی)

خیالِ صورتِ یحییٰ بڑے مزے کا ہے
یہ شغلِ برزخِ کبریٰ بڑے مزے کا ہے

مرے عمل کی جزا ترش ہے مگر جاناں
تری گدائی کا ثمرہ بڑے مزے کا ہے

ہزار پل یونہی گزرے ہیں زندگی کے مگر
جو ذکرِ یار میں گزرا بڑے مزے کا ہے

فقط یہ سن کے، کہ کھالیں گوار کی پھلی
کسی کا وجد میں آنا بڑے مزے کا ہے

یہ جان جس نے عطا کی خرید لی اس نے
قسم خدا کی یہ سودا بڑے مزے کا ہے

خدا ہی جانے مزہ حاضری کا کیا ہوگا
کہ جب تصورِ طیبہ بڑے مزے کا ہے

تمہارے ہاتھ ہے توفیقِ زہد و حسنِ عمل
پھر اس کا ہم سے تقاضہ بڑے مزے کا ہے

ہے مدح گوئی سرکار میرا شغل احمدؔ
نہیں جو صرف مزے کا ، بڑے مزے کا ہے

O-O-O

طرحی

وابستہ جب سے ہو گئے دامان پیر سے
کڑیاں ہماری جڑ گئیں پیران پیر سے

خوش رہ مرید! پرتوِ مــا یـنـطـق ہیں پیر
نکلا ہے لا تخف لب خندانِ پیر سے

خوش قسمتی مری ہے کہ ہوتا نہیں ہوں میں
آزاد ، قیدِ زلفِ پریشانِ پیر سے

کس کی طرف نظر کروں ، کیسے نظر کروں
ہٹتی نہیں نظر رخِ تابانِ پیر سے

رندو! شرابِ ناب بھی کوئی شراب ہے؟
پی کر تو دیکھ لو کبھی چشمانِ پیر سے

کس شان کے ہیں پیر مرے پوچھ کر تو دیکھ
بن نبیؐ اور عدیؓ سے محبانِ پیر سے

لے کر وسیلہ پیر کا، بس اپنے پیر کو
میں مانگتا ہوں خالقِ ذیشانِ پیر سے

فردوس کی وراثت اسی کی ہے ، مل گیا
اک گھونٹ جس کو بادۂ ایمانِ پیر سے

صحت ملی، سکون ملا ، مرتبہ ملا
سب کچھ ملا نوازش و احسانِ پیر سے

احمد ہے ایسا عالمِ لاہوت کا پرند
اُڑتا نہیں کبھی جو گلستانِ پیر سے

O-O-O

نعت شریف (طرحی)

ہو لاکھ وہ بے مایہ مگر پھر بھی غنی ہے
جو سائلِ دربارِ رسولِ مدنی ہے

اے شہرِ مدینہ! میں فدا تیری فضا پر
تو رشکِ جناں غیرتِ باغِ عدنی ہے

کہدوں گا نکیرین سے دو ٹوک لحد میں
توشہ مرا بس الفتِ شاہِ زمنی ہے

اس بات پہ رقصاں ہے مری روح کہ میرا
ہے جسم اگرچہ دکنی دل مدنی ہے

قدموں سے جدا مجھ کو وہ کسطرح کریں گے
خوئے شہ بطحاً میں کہاں دل شکنی ہے

تو جلوہ ہے آئینۂ امکاں میں خدا کا
پوشاکِ بشر میں تری جلوہ فگنی ہے

ظاہر میں فقیری پہ تجھے فخر ہے لیکن
کردے جو فقیروں کو غنی ، تو وہ غنی ہے

اویسیت کے ارشاد نے سب کردیا واضح
پھر ''غیب'' پہ کیوں سنی و نجدی میں ٹھنی ہے

محشر میں ہو یوں بارِ خدا ! میرا تعارف
یہ احمدؔ عاصی ہے مگر پنجتنی ہے

O-O-O

منقبت

در شان پیر و مرشد حضرت محیؒ

ودیعت ہے دل میں محبت محی کی
رگوں میں سرایت ہے نکہت محی کی

سکھاتی ہے دنیا کو طرزِ تعیش
بڑے کام کی ہے وصیت محی کی

کلاہِ محی سے عصائے محی تک
ہر اک چیز ہے بیش قیمت محی کی

ہوا مجھ پہ لطف و کرم مصطفیٰ کا
ہوئی مجھ پہ جس دم عنایت محی کی

اثر ہے یہ جذبِ محبت کا احمدؔ
بسی ہے جو آنکھوں میں صورت محی کی

○-○-○

منقبت مولیٰ علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ

عظیم ہے شانِ مرتضائی ، مناقب ان کے سناؤں کتنے
عظیم اور وہ بھی انتہائی ، مناقب ان کے سناؤں کتنے

علی صحابی، علی مبشّر، علی خلیفہ ہیں مصطفیٰ ﷺ کے
پھر اُس پہ داماد اور اُس پہ بھائی، مناقب انکے سناؤں کتنے

علی کی صورت کا دیکھنا کیوں عبادتِ کبریا نہ ٹھہرے؟
خدا نے صورت ہی یوں بنائی، مناقب ان کے سناؤں کتنے

نبی ﷺ نے مَن کُنت کہہ دیا ہے، مجھے یہ کہنے میں باک کیا ہے
علی ہیں مولائے کُل خُدائی ، مناقب ان کے سناؤں کتنے

حدیثِ لحمک جو کہہ رہی ہے، ہے اس سے احمدؔ یہ صاف ظاہر
نبی ﷺ علی رضی اللہ عنہ میں نہیں جدائی ، مناقب ان کے سناؤں کتنے

O-O-O

یونہی سہی

سرگوش نگاہیں حاصل ہیں ،گفتار نہیں تو یونہی سہی
سرسبز ہے دل کا کاشانہ گلزار نہیں تو یونہی سہی

دیدار کی آنکھیں ہیں طالب، لیکن ہے رضا اس پر غالب
ہے شوق کرم کا دلدادہ، دیدار نہیں تو یونہی سہی

واللہ بجا ہے اترانا، ہوں بانکے صنم کا دیوانہ
میں اہلِ خرد کی نظروں میں ہشیار نہیں تو یونہی سہی

یحییٰ جو طبیبِ حاذق ہے، وہ خود ہی شفیق و مشفق ہے
دنیا میں ہمارا کوئی اگر غمخوار نہیں تو یونہی سہی

وہ کیسے رہیں گے ہم سے خفا، شائد ہے کرم کی یہ بھی ادا
چاہت تو مسلّم ہے اُن کی، اظہار نہیں تو یونہی سہی

اے قربِ خیالی تیری قسم، چھولے گا مرا سر اُن کے قدم
لے چل تو مجھے صحرا ہی سہی، گلزار نہیں تو یونہی سہی

ہے ان کی گدائی موروثی، کھیتی ہے شہنشاہی گھر کی
گر ابنِ شہنشاؔ کے سر پر دستار نہیں تو یونہی سہی

○-○-○

منقبت

درمدح پیرومرشد حضرت سید محی الدین حسینی قادری محیؔ

محی دیں یکے از جلوہ ہائے شاہِ جیلانی
تنم قرباں شود بر ہر ادائے شاہِ جیلانی

شہ جیلاں ضیائے مہرِ تابانِ مدینہ ہیں
محی الدین ہیں عکسِ ضیائے شاہِ جیلانی

بایں نازم کہ میرے رہنما ہیں نقشِ پا اُنکے
کہ جن کے رہنما ہیں نقش پائے شاہِ جیلانی

اُسی تاریخ کو دنیا میں وہ تشریف لے آئے
کہ جس تاریخ کو تشریف لائے شاہِ جیلانی

قسم اللہ کی ہے یہ محی الدین کا صدقہ
پڑی جو میری گھٹی میں ولائے شاہِ جیلانی

ہمیشہ صرفِ مدحِ پیر و مرشد محی دیں ہوکر
لیا کرتا ہوں میں لطفِ ثنائے شاہِ جیلانی

بہر حاجت ہمارے واسطے دستِ محی بن کر
اٹھا بہر عطا دستِ عطائے شاہِ جیلانی

پکارا یا محی الدین جس مشکل میں احمد نے
مدد کے واسطے تشریف لائے شاہِ جیلانی

○-○-○

طرحی

(بر طرح "نگاہِ مست کافی ہے مجھے سرکار عثماں کی)

کبھی تھا نام خواجہ کا ، کبھی تھی شکل عثماں کی
رہی ہر دور میں بانکے میاں کی ہر ادا بانکی

کچھ ایسا غرقِ دریائے محبت ہوگیا ہوں میں
کہ ہر محفل مجھے لگتی ہے محفل میرے جاناں کی

حجاباتِ نظر مانا کہ ہرجا اٹھ نہیں سکتے
مگر چھپ بھی نہیں سکتیں شعاعیں روئے تاباں کی

چلا کرتا ہے ہر اک اعترافِ عجز کا رستہ
نہیں ممکن حقیقت تک پہنچنا ان کے عرفاں کی

دلاتے ہیں کبھی سائل کو خود اس کے مخالف سے
نرالی ہم نے دیکھی ہیں ادائیں ان کے احساں کی

تماشہ گاہِ ہستی میں ہوئی زخمی ہر اک بستی
ابھی سلجھی نہیں تھیں الجھنیں زلفِ پریشاں کی

دیا کرتے ہیں افسانے حقیقت کا سراغ احمدؔ
حدیثِ من عرف نے یہ حقیقت ہم پہ عریاں کی

وافعل ما تشاء بھی ہے مریدی لا تخف بھی ہے
چلو بن آئی احمدؔ غلامِ شاہِ جیلاں کی

○-○-○

برطرح: جو کچھ بھی ملا مجھ کو، ملا ان کی عطا سے

صد شکر کہ محفوظ ہوں در در کی ہوا سے
جو کچھ بھی ملا مجھ کو، ملا ان کی عطا سے

وہ واقفِ ہر کار ہیں، کیوں عرض کروں میں
پیغام رسانی کے لئے بادِ صبا سے

یہ جانتاہوں ان کا ہوں انکا ہی رہوں گا
واقف ہی نہیں گرچہ میں آئینِ وفا سے

جھلسا گئی جس کو تپشِ مہرِ محبت
سیراب وہی شخص ہوا آبِ بقا سے

دینے کے لئے آگئے وہ مجھ کو سہارا
کچھ ہو کہ نہ ہو، یہ تو ہوا لغزشِ پا سے

امید خطا رکھنا مگر آپ نہ رکھنا
امید جفا ، بندۂ پابندِ وفا سے

ناراض نہ ہوں میری خطاؤں کے سبب آپ
انساں تو مرکب ہی ہے نسیان و خطا سے

اللہ ری تاثیرِ نگاہِ شہ بطحاؐ
فاروقؓ سے پوچھو کہ وہ کیا ہوگئے کیا سے

احمدؔ نے وہاں دیکھئے پھیلائی ہے جھولی
بھرتے ہیں ہر اک روز جہاں سینکڑوں کاسے

O-O-O

ذوالقافیتین

لاتخف کا درِ غوث سے مژدۂ جانفزا مل گیا ،زندگی مل گئی
اپنے عصیاں کی تاریکیوں میں مجھے اک دیا مل گیا، روشنی مل گئی

قابلیت نہ تھی، اہلیت بھی نہ تھی، حوصلہ بھی نہ تھا، حیثیت بھی نہ تھی
بہرِ سجدہ جو سر کو مرے پیر کا، نقشِ پا مل گیا سروری مل گئی

ہر طرف دیکھئے دورِ ظلمات ہے، گھپ اندھیرا ہے چھایا گھنی رات ہے
سو ستارے بھی ملتے تو کافی نہ تھے، چاند کیا مل گیا، چاندنی مل گئی

جس پہ قربان فردوس کا بانکپن، جس کی مدحت میں بلبل ہوئی نغمہ زن
حسن تقدیر سے ایسا آقا مجھے، اے خوشا مل گیا ،ہر خوشی مل گئی

بخت میرا بھی کیا بخت ہے دوستو، گرچہ ہر راستہ سخت ہے دوستو
خضرِ رہ کی رِفاقت میسر ہوئی، یہ بھلا مل گیا، وہ بھلی مل گئی

ربنا اھد نا کی ہماری دعا ، حق تعالیٰ نے کرلی قبول اس طرح
پیر کے گھر سے ہم کو جو بغداد کا، راستہ مل گیا راستی مل گئی

بلبلِ گلشنِ جانِ جاں بھی کہو، مجھ کو احمد سگِ آستاں بھی کہو
اُن کی مدحت کے کیوں گیت گاؤں نہ میں، یہ گلا مل گیا، وہ گلی مل گئی

O-O-O

منقبت سید الشہداء سیدنا امام حسینؑ

خدا رسول فقط ان پہ مہربان ہوئے
جو اہل بیت محمدؐ کے مدح خوان ہوئے

حسنؑ حسینؑ میں کیا ہے بلالؓ سے پوچھو
وہ کس کو دیکھ کے آمادۂ اذان ہوئے؟

ہوئے جو بحرِ کرم آپ یا رسول اللہؐ
نواسے آپ کے عنوانِ تجربان ہوئے

ہیں اہل بیت نبی کے جو فضل کے منکر
قسم خدا کی، ہم ان کے نہ ہم زبان ہوئے

نبیؐ کا گھر ہی ہے دراصل صابرین کا گھر
بتاؤ کس کے بھلا اتنے امتحان ہوئے؟

فرشتے کیسے نہ کرتے ادب بہتر کا
حسینؑ ان کے جو سالارِ کاروان ہوئے

زمین روتی ہے احمد تو کیا تعجب ہے!
غمِ حسین میں نمدیدہ آسمان ہوئے

O-O-O

نعت ومنقبت

عجب کیا ہے اگر آقاؐ پہ امت ناز کرتی ہے
وہ ایسے ہیں کہ جن پر ساری خلقت ناز کرتی ہے

نہ کیوں کر ہر ادا سرکارؐ کی جانِ عبادت ہو
جب ان کے کھانے پینے پر ریاضت ناز کرتی ہے

تمہارے سامنے حاتم کی آقاؐ حیثیت کیا ہے
تمہاری بن کے باندی خود سخاوت ناز کرتی ہے

لقب صدیقؓ کا جن کو دیا ہے میرے آقاؐ نے
تعجب کیا اگر ان پر صداقت ناز کرتی ہے

ہوئے فاروقؓ کے در پر انو شرواں کئی پیدا
یہ وہ در ہے کہ اس در پر عدالت ناز کرتی ہے

شہ عثمانؓ کا احسان ہے حفاظ و قراء پر
اور ان کے جمع قرآں پر تلاوت ناز کرتی ہے

علیؓ کو دیکھ کر کیوں معصیت لرزاں نہ ہوجائے
جب ان کے روئے انور پر عبادت ناز کرتی ہے

زبیرؓ و سعدؓ اور طلحہؓ، سعیدؓ اور ابنِ عوفؓ ایسے
صحابہ ہیں کہ جن پر ہر بشارت ناز کرتی ہے

ہر اک اپنی جگہ اعلیٰ، مگر اے فاطمہ زہراؓ
نبی ؐ کے خون پر ہر اک فضیلت ناز کرتی ہے

نہ دیکھا چشم عالم نے حسنؓ جیسا جری کوئی
کہ جن کی زہر نوشی پر حلاوت ناز کرتی ہے

کٹا کر سر ، لٹا کر گھر، مٹا ڈالا یزیدی شر
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

کرشمہ ہے شہ جیلاںؒ کی شانِ لیس جمسی کا
عجم والے پہ عربوں کی فصاحت ناز کرتی ہے

دیارِ کفر میں تبلیغ شاہِ چشت و سنجرؒ پر
شریعت ناز کرتی ہے، طریقت ناز کرتی ہے

محبّ ہوتا ہے وہ جو ناز کرتا ہے محبت پر
مگر اک محبوب اللہ پر محبت ناز کرتی ہے

مدینہ ہے یقیناً آستانہ شاہِ یحییٰؒ کا
یہاں پر بن کے احمد تیری تربت ناز کرتی ہے

O-O-O

نعت و منقبت (طرحی)

بھلا مانگے وہ کیا اب اور کچھ خلاق اکبر سے
غلامِ مصطفٰی بن کر جو آیا بطنِ مادر سے

نگاہِ نازِ ساقی ! تو سلامت ہے تو سب کچھ ہے
ترے مستوں کو مطلب ہے نہ شیشے سے نہ ساغر سے

تری چوکھٹ ہے میرے واسطے تختِ سلیمانی
مجھے کیا کام ہدہد، برخیا، ریحِ مسخر سے

خدائے پاک تو مجھ کو بنادے منکسر ایسا
جسے تشبیہ دی جاتی رہے نخلِ ثمر ور سے

فرشتوں نے کہا احمد یقیناً نعت گو ہوگا
نکلتیں ورنہ اتنی نیکیاں کب اس کے دفتر سے

O-O-O

رضا ہے نام کس چڑیا کا ، کس کو صبر کہتے ہیں؟
مسلمانوں نے سیکھا ہے یہ کربل کے بہتر سے

دکھائے شامِ ہجرت نے تماشے عشق حضرت کے
کوئی چلتا ہے سنگت میں، کوئی چھٹتا ہے بستر سے

نزولِ آیتِ اَتْقٰی الَّذِیْ یؤتِی بتاتا ہے
خدائے پاک راضی ہوگیا صدیق اکبرؓ سے

مرے سرکارؐ پر روح الامیں جب وحی لاتے تھے
اسے صدیقؓ بھی سنتے تھے اپنے گوشِ اطہر سے

ظہورِ دیں سے پہلے بھی وہ مے نوشی نہ کرتے تھے
کہ ہوں مجبور گویا طینت و طبعِ مطہر سے

نبیؐ کے بعد حق نے سب سے افضل کردیا ان کو
روایت ہے یہ احمد کنز میں ابنِ عساکر سے

O-O-O

ہے تو محتاج تری خلقتِ باری ساری
اہلِ ایماں کے لئے فیض ہے جاری ساری

گلشنِ دل میں جو طیبہ سے ہوا آنے لگی
منفعل ہونے لگی فصلِ بہاری ساری

دن گزرتا ہے تری فکر میں سارا سارا
رات کٹتی ہے تری یاد میں ساری ساری

جونہی پیدا ہوا گستاخِ نبی عبدِ وہاب
دامنِ نجد میں در آگئی خواری ساری

کچھ نہ کر کے بھی کیا تو نے بہت کچھ احمد
نعت کہنے میں اگر عمر گزاری ساری

O-O-O

نبض پہ انگلی رکھ کر دیکھو اللہ ہوتا ہے

نبض پہ انگلی رکھ کر دیکھو اللہ ہوتا ہے
اور سانسوں میں غور کرو تو نام نبیؐ کا ہوتا ہے

جانے یہ کیوں ملتے ہیں اور مثلِ غنچہ کھلتے ہیں
نامِ محمدؐ آتا ہے تو ہونٹوں کو کیا ہوتا ہے

طیبہ دیکھ کے آنے والا جب جاتا ہے جنت میں
جنت کا ہر گوشہ اس کا دیکھا بھالا ہوتا ہے

انؐ سے کینہ رکھنے والا مردہ ہے چلتا پھرتا
حسن پہ ان کے وہ مرتا ہے جس کو جینا ہوتا ہے

اُس کو بلاؤ، دستِ شفقت جس پر آقا نے رکھا
دیوانوں کو اس کے پاؤں دھوکر پینا ہوتا ہے

○-○-○

طرحی غزل

کیا سناؤں میں کہانی چشمِ شبنم بار کی
موتیاں برسا رہی ہیں آرزو دیدار کی

کیا تماشہ ہے کہ اک کاغذ پہ چہرے ان گنت
سحرِ آئینہ ہے یا تصویر میرے یار کی

آنکھ بینا ہے مگر سرگوشیاں ممکن نہیں
ہے زباں گویا مگر طاقت نہیں اظہار کی

کیا تخیل کیا تغزل کیسا اندازِ بیاں
ان کے من بھائے تو خوبی ہے مرے اشعار کی

میں نے جب گرداب میں رو کر انہیں آواز دی
بڑھ کے خود موجوں نے احمد میری کشتی پار کی

○-○-○
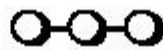
نعت شریف (طرحی)

خرد کی فوج سے فوجِ جنوں ہر دم صف آرا ہے
وہاں معلوم ہوگا کون جیتا کون ہارا ہے

رخ و گیسو کے آگے کیا ہے شمس اور لیل کی وقعت
کہ یہ والشمس اور واللیل تو بس استعارہ ہے

غلامانِ محمدؐ مرقدوں میں اب بھی ہیں زندہ
انو شروان و قیصر ہیں نہ کسریٰ ہے نہ دارا ہے

غلامی ان کی حاصل ہے تو ہیں پانچ انگلیاں گھی میں
وگرنہ جو بھی سودہ ہو، خسارا ہی خسارا ہے

کتابوں پر نہیں، ہے ان کے چہرے پر نظر میری
کہ میرے یار کا منشا ہی میرا ستخارہ ہے

درِ اقدس پہ جن کے انبیاء بھی ملتجی آئے
انہی کے در پہ جاکر میں نے بھی دامن پسارا ہے

قمر کیونکر نہ شق ہوتا ، شجر کیسے نہ چل پڑتے
شہ لولاکؐ کی انگشتِ اطہر کا اشارا ہے!

بحمد اللہ رگ رگ میں مری خوں ہے غلامی کا
یہی پہچان ہے میری، یہی میرا سہارا ہے

تصور میں مدینہ ہے، مدینہ میں میں حاضر ہوں
نہ اٹھنا ہی گوارا ہے نہ اٹھنے ہی کا یارا ہے

کرم فرماؤ احمدؔ پر بھی اے مختارِ دوعالم
کہ یہ سب سے بڑا مجرم ہے پر بندہ تمہارا ہے

O-O-O

منقبت درشان حضرت خواجہ غریب نوازؒ (فارسی)

تاجدارِ کشورِ ہندوستاں ہند الولی
خواجۂ کل خواجگانِ ہر زماں ہند الولی

خانہ تو مامن اہل جنوں اہل وفا
کوچہ تو بوسہ گاہِ قدسیاں ہند الولی

روئے تابان شما عکسِ جمال لم یزل
پرتوِ انوارِ وجہ کن فکاں ہند الولی

چشم من روشن دل من شاد اگر تو آمدی
آرزو دارم کی بینم حسنِ تاں ہند الولی

احمدم ابن شہنشاہ ام گدائے تست ہم
رحم فرما بر منِ محوِ فغاں ہند الولی

O-O-O

اگر دیکھا تو ماھذا بشر[1] ہے
نہیں دیکھا تو ما الا بشر[2] ہے

بشر ہونے میں وہ ہم سا ہے لیکن
نہیں کہتا کہ وہ ہم سا بشر ہے

بشر ہونے سے اسکے سب تھے واقف
کہو ، کیوں رب نے فرمایا بشر ہے

ذرا لواحۃٌ پڑھ کر بتاؤ
کہ کس مفہوم میں آیا بشر ہے

نبی مانے بشر کی رٹ لگائے
معاذ اللہ! وہ کیسا بشر ہے

کیا رب نے اسے خیر الخلائق
وہ ایسی شان کا تنہا بشر ہے

کلام حق پہاڑوں پر نہ اترا
وہ احمد جس پہ یہ اترا ، بشر ہے

○-○-○

[1] ماھذا بشراً ان ھذا الا ملک کریم
[2] ما انتم الا بشر مثلنا

برطرح: فاطمہؓ سردار ہیں امت کی مستورات کی

ہے خبر اچھی طرح ان کو مرے حالات کی
بات ہے مشکل کشائی جن کے بائیں ہاتھ کی

وجد آور ہے ہر آیت سورۂ حجرات کی
جس میں سکھلائی گئی توقیر انؐ کی ذات کی

آلِ حضرتؐ کو زکوٰۃ و صدقہ دینا ہے حرام
ثابت اس سے انفرادیت ہوئی سادات کی

کیسے بھٹکوں گا کہ ان کے سایۂ رحمت میں ہوں
روشنی پھیلی ہوئی ہے جن کی تعلیمات کی

کس کا ہے انفاق حیدر کے گھرانے کے سوا
حق تعالیٰ بھی کرے تعریف جس خیرات کی

وہ ہوا مغلوب جو ان کے مقابل آگیا
وہ ہوا مرعوب ان سے جس کسی نے بات کی

جس کے ہونٹوں پر انخشی فاطمہؓ کا ورد ہو
کیا غرض احمد اسے تکلیف سے سکرات کی

○○○

برطرح: خواجہ کے غلاموں کا نگہبان خدا ہے

اس بزم سخن کے لئے مصرع یہ ملا ہے
خواجہ کے غلاموں کا نگہبان خدا ہے

اک اور بھی مطلع ہے جو یوں موزوں ہوا ہے
ہو اس پہ توجہ یہ مری استدعا ہے

ہر منکشفِ سرِ بقا نے یہ کہا ہے
باقی میں فنا ہونے میں فانی کی بقا ہے

من بعد کچھ اشعار ہیں جو میں نے کہے ہیں
سنئے گا بغور ان کا ذرا ، عرض کیا ہے

انصاف تو کہتا ہے بھلوں کا ہی بھلا ہو
لیکن درِ خواجہ پہ بروں کا بھی بھلا ہے

آنکھوں سے پلایا تھا کسی نے مجھے اک جام
چھبیس برس ہوگئے اب تک بھی نشہ ہے

احمد کو ہو کس بات پہ اندیشۂ فردا
اب تک یہ ترے حسن کے صدقے میں پلا ہے

O-O-O

(اسی زمین میں قافیہ کی تبدیلی کے ساتھ ایک اور غزل اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

طرحی

رگ رگ میں بسا ہے یہی ایقان ، خدا ہے
شہ رگ کی گواہی ہے کہ مہمان خدا ہے

دھڑکن مرے دل کی ہے مجھے یاد دلاتی
کہتا ہے مرے خون کا دوران، خدا ہے

خالق ہی نہ ہوتا تو کہاں ہوتی یہ خلقت
کرتی ہے ہر اک شئے یہی اعلان خدا ہے

سب مکڑی کے جالے ہیں، ہیں سب مٹنے ہی والے
فرعون مرا ، مٹ گیا ہامان ، خدا ہے

حاصل ہے پنہ گہ، ترے بہکاوے کا کیا ڈر
مت بھول، او کارندۂ شیطان! خدا ہے

رہئے نہ قیامت کی ہولناکی سے خائف
آقا ہیں رحیم آپ کے ، رحمٰن خدا ہے

ہوکر تری امت میں نہ کیوں نعت کہوں میں
ہوکر ترا خلاق، ثنا خوان خدا ہے

سرکار محمّد ہیں تو اللہ محمّد
بخشندۂ ایں دولتِ عرفان خدا ہے

عارف کو نظر آتا ہے ہر دن نیا جلوہ
قرآن ہے ناطق، ھو فی شان خدا ہے

یہ سن کے ملی ہے مرے دل کو بڑی راحت
"خواجہ کے غلاموں کا نگہبان خدا ہے"

کیوں دستِ سوال اپنا نہ پھیلاؤں میں احمد
کرنے کو جب احسان پہ احسان خدا ہے

O-O-O

خود مجھے بھی نہیں معلوم حقیقت میری
کوئی تعریف کرے کوئی مذمت میری!

ذات کی بات پہ تھی کچھ بھی نہ وقعت میری
ہاتھ میں ہاتھ گیا بڑھ گئی قیمت میری

میں سمجھتا ہوں کہ کام آگیا میرا جینا
ان کے ہونٹوں پہ چلی آئی حکایت میری

ان کے دستر سے ملا مجھ کو بچایا ان کا
دنگ ہیں اہل کسب دیکھ کے دولت میری

اپنے عصیاں سے پریشاں تھا تو آئی یہ ندا
واسطے کس کے ہے نادان یہ رحمت میری

کیوں نہ رکھوں میں نظر اپنے نبیؐ پر احمد
کون ہے اور کرے گا جو شفاعت میری

O-O-O

منقبت مولائے کائنات

کچھ تو یہ چشتیت کا اثر ہے ، کچھ طبیعت مری منچلی ہے
راگ میرا ہے مَن کُنت مولا، تال پر رقصِ حُبِ علی ہے

نعرۂ حیدری کیا لگا ہے ، خارجیوں کی صورت جلی ہے
وجد میں ہے علی کا فدائی ، نجد میں مچ گئی کھلبلی ہے

گرچہ بادِ فتاویٰ چلی ہے ، پھر بھی ہونٹوں پہ نادِ علی ہے
کربلا کے شہیدوں کے صدقے ، ہر بلا میری اس سے ٹلی ہے

اس کی مرقد مہکتی رہے گی، اس کی صورت چمکتی رہے گی
گلشن بو ترابی کی مٹی اپنے چہرے پہ جس نے ملی ہے

دور ہیں جو علی کی عطا سے، ان کی قسمت میں رہنا ہے پیاسے
ان کو جانے دو میری بلا سے، میں بُلاؤں؟ مجھے کیا چلی ہے

ہے جو حاصل علی کی محبت ، میرے ایماں کی ہے یہ علامت
سب کی دنیا سے کیا مجھ کو مطلب ، میری دنیا تو پھولی پھلی ہے

میرے اجداد و آبا و بھائی، سب کے سب ہیں علی کے فدائی
میری فطرت بھی الحمدللہ، ان کے سانچے میں جا کر ڈھلی ہے

شام ہجرت نے وہ شاں دکھائی، زیرِ خنجر بھی وہ نیند آئی
یوں لگا، جس سے بستر بنا ہے، بوریہ ہے مگر مخملی ہے

خوف کیا ہو اسے اب کسی کا، کون کر پائے گا بال بیکا
امتی ہے جو پیارے نبی کا، جس کے پلہ پہ مولا علی ہے

رنگ لایا اثر چشم نم کا، اور ستارا مقدر کا چمکا
سگ بنا ہوں میں بابِ کرم کا، اور ٹھکانہ علی کی گلی ہے

چشم حیرت سے مت دیکھئے گا، صدقہ حسنین کا دیجئے گا
یا علی یہ نہیں اور کسی کا، آپ کا احمدِ حنبلی ہے

O-O-O

سرکار دو عالم کے در پر کونین کی دولت بٹتی ہے

سرکار دوعالم کے در پر کونین کی دولت بٹتی ہے
بن جائے جو منگتا اس در کا آرام سے اس کی کٹتی ہے

شیطان کی زک دے سکتے نہیں خود غرض ریاضت کے برچھے
وہ خنجر نسبت ہے جس سے شیطان کی گردن کٹتی ہے

یہ شہر نبی ہے شہر نبی ، اس شہر سا کوئی شہر نہیں
اس شہر کے چپہ چپہ میں خیراتِ شفاعت بٹتی ہے

واللہ نہ صرف اِس دنیا کے سکھ چین کی دولت بٹتی ہے
''سرکار دوعالمؐ کے در پر کونین کی دولت بٹتی ہے''

معراج نبیؐ کے صدقہ میں ہر روز کم ازکم پانچ دفعہ
اسریٰ کا اتارا بٹتا ہے قوسین کی دولت بٹتی ہے

گستاخِ رسول اکرمؐ پر لعنتین[1] کی ہوتی ہے بارش
عشاقِ نبیؐ میں انوارِ نعلین کی دولت بٹتی ہے

---

[1] فی الدنیا والآخرۃ

جو آلِ نبی سے بغض رکھے محروم رہے وہ رحمت سے
بس اہلِ سعادت میں حبِ حسنینؓ کی دولت بٹتی ہے

منحوس نہیں ہے ماہ صفر، کہتے ہیں ہم اس کو فیض اثر
اس مہ میں تو ہم میں فیضانِ عرسینؔ[1] کی دولت بٹتی ہے

پاپوش اٹھانے والوں کی عظمت کا ٹھکانہ کیا ہوگا!
جاروب کشوں میں جب احمد دارین کی دولت بٹتی ہے

○-○-○

[1] حضرت فائق اور حضرت یحییٰ کے اعراس

حصہ دوم

نغمۂ نسبت

ثنائے مصطفیٰ ہر دم رہی مصروفیت میری
عجب کیا ہے جو ہو جائے میری بخشش کا یہ باعث

بسم اللہ

لیں اگر رب کا نام بسم اللہ
کوئی بگڑے نہ کام بسم اللہ

کہو الحمد للہ رات اور دن
اور پڑھو صبح و شام بسم اللہ

کوئی شئے بھی ضرر نہ پہنچائے
کردے ہر شئے کو رام بسم اللہ

اہلِ ایماں کو زیر کون کرے
پڑھے گر خاص و عام بسم اللہ

پڑھتے پڑھتے اٹھوں گا تربت سے☆
میں بصد احترام بسم اللہ

دانے دانے پہ رب نے لکھا ہے
کھانے والے کا نام بسم اللہ

ابتداء انتہاء ہی کیا احمدؔ
ورد رکھنا مدام بسم اللہ

O-O-O

☆ان شاءاللہ

درودِ شریف

آؤ کہ اہتمام کریں ہم درود کا
جس میں نہ شائبہ بھی ہو نام و نمود کا

خالق کے ساتھ ساتھ فلک پر ملائکہ
کرتے ہیں اہتمام ہمیشہ درود کا

بھیجا جو اک درود تو دس رحمتیں ملیں
احساں نہیں تو کیا ہے یہ ربِ ودود کا

اس پر درود ہم جو نہ بھیجیں تو حیف ہے
وہ ذات جو سبب ہے ہمارے وجود کا

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی سے یہ ظاہر ہے احمدا
عالم ہے میرا یار بھی غیب و شہود کا

○-○-○

پاسِ انفاس

(ارشاداتِ حضرت خواجہ محبوب اللہؒ کی روشنی میں)

کریں گے التزامِ پاس انفاس
ہو اس کی اہمیت کا جن کو احساس

سبھی کے واسطے ہے بے مشقت
خواص الناس ہوں یا عامۃ الناس

نہیں مصروفیت کوئی بھی مانع
سدا رہتا ہے جاری پاس انفاس

زباں مطلوب ہوتی ہے نہ اعضاء
قلم مطلوب ہوتا ہے نہ قرطاس

اگر کچھ اس کو مانع ہے تو احمد
ہیں وہ خطرے جنھیں کہتے ہیں وسواس

O-O-O

شکر

عزت کی زندگی ہے یقیناً مقامِ شکر
آٹھوں پہر کیا کرو بس اہتمامِ شکر

مولیٰ کی ایک ایک عنایت کو دیکھ کر
ہر سانس کررہی ہے مری التزامِ شکر

ہوتی رہے گی اس پہ فراوانیٔ نعم
پیتا رہے گا جا کے جو سجدوں میں جامِ شکر

کرتا ہے وہ گریز مباہات و فخر سے
رہتا ہے جس کے دل میں خیالِ دوامِ شکر

کافر مری لغت میں وہی تو ہے احمداؔ
آتا نہیں ہے جس کے بھی ہونٹوں پہ نامِ شکر

○-○-○

مسئلہ حاضر و ناظر

(خوش عقیدہ اور بدعقیدہ کے مابین مکالمہ ۔ علامہ اقبال کی زمین میں)

ایک دن مسجد میں وقتِ چاشت اثنائے وضو
خوش عقیدہ ، بد عقیدہ میں چھڑی یوں گفتگو

بدعقیدہ :

غیر حق کے واسطے ہرگز ندا جائز نہیں
یا محمد کہنے کی اچھی نہیں ہوتی ہے خو

ہے ولا تــدعُ ندائے غیر کی حرمت پہ دال
غیر کو آواز دینے کی نہ کرنا جستجو

حاضر و ناظر فقط ذاتِ خدائے پاک ہے
اس کو کیا دیجئے ندا حاضر نہیں جو دوبدو

میں سمجھتا ہوں ندائے غیر فعلِ شرک ہے
اور جو مشرک ہوا ، ہوتا ہے وہ حق کا عدو

خوش عقیدہ

ایسا لگتا ہے کہ تیرا جامۂ عقل و خرد
چاک اندر چاک ہے بکھرا ہوا ہے چار سو

حیف ہے تجھ پر !بتوں کے حق میں جو نازل ہوا
مصطفیٰ پر منطبق اس حکم کو کرتا ہے تو؟

یاد رکھ! قران سے ، اصحاب کے اعمال سے
ہے ندا ثابت ، مگر افسوس ناواقف ہے تو

وائے اے ناداں ! کبھی اس بات پر بھی غور کر
اندر التحیات کیا الفاظ دہراتا ہے تو؟

زائرِ قبرِ نبی کے واسطے کیا حکم ہے؟
دیکھ عالمگیری کیا کرتا ہے مجھ سے گفتگو!

بوحنیفہؓ نے ندا دی سید السادات سے
دیکھ لے ان کا قصیدہ۔ وہ ہیں افقہ یا کہ تو؟

ہے جہاں تک حاضر وناظر سمجھنے کا سوال
فہم ارسلنک شاھد کے لئے کر جستجو

دیکھ لے اپنی تشفی کے لئے روح البیان
وہ جو کہتی ہے بہ الفاظِ فشاھد خلقہٗ

ہم سے قرآں نے کیا ہے اَنَّ فِیکُم کا خطاب
قبل ازیں تاکید بھی آئی بہ لفظ واعلموا

تجھ کو میرا مشورہ ہے وقتِ توبہ اب بھی ہے
دامنِ صد چاکِ ایماں کو ذرا کرلے رفو

ہاں یہ سچ ہے ۔ یا نبی کہہ یا محمد مت پکار
حکمِ توقیرِ نبی ہے آیتِ لاتجعلوا

یا محمد مت کہو ، میں بھی کہوں ، تو بھی کہے
خوش عقیدہ پھر بھی میں، اور بدعقیدہ پھر بھی تو

○-○-○

باب العلم

عین سے علم، عین سے ہے علی
علم کی ابتداء اسی سے ہے
علم کا باب وا اسی سے ہے
ہے یہی باب کا مطلب بھی

علم کا میم حرف آخر ہے
اور یہ میم ہے محمد کا
جو نہ اس میم تک پہنچ پائے
کب وہ تحصیل علم کر پائے
ہے یہ مطلب انا المدینہ کا

اور جو لام درمیان میں ہے
عکسِ لامِ جلالہ ہے وہ لام
اور ذاتِ جلالہ ہے اللہ
جو مسبب ہے جو موفق ہے
ہادی و کارساز و مشفق ہے
عین سے اندر آنے والے کو
میم کا راستہ دکھاتا ہے
یعنی ہوتا ہے در سے جو داخل
اس کو وہ شہر میں بساتا ہے

O-O-O

حسین خواب

کتنی پر کیف صبحِ صادق تھی
جب حسیں خواب سے میں اٹھا تھا
مجھ پہ ایسا سرور چھایا تھا ۔ گویا
قدموں میں آ گئی ہو مرے
عالم رنگ و بو کی ہر نعمت ۔
ایسا لگتا تھا، جیسے
دنیا میں مجھ سا خوش بخت کوئی ہے ہی نہیں!

اس کا دیدار ہو گیا تھا مجھے
جس کے جلوے کو دیکھنے کے لئے
چشمِ مشتاق محوِ گریہ تھی
ایک مدت سے شبنم افشاں تھی

رب ہی جانے کہ زندگی میں مری
پھر شب ایسی حسین کب آئے!
عزت افزائی نظر کے لئے
پھر وہ طیبہ نشین کب آئے!

O-O-O

اپنی کرامت

اگر اہل کرامت سے کرامت ہو بھی جاتی ہے

تو وہ اس کو چھپاتے ہیں

فقط اک اتفاقی بات پر محمول کرتے ہیں

مگر ہم سے کبھی کچھ خرقِ عادت

اتفاقاً ہو بھی جائے تو

ہماری بے وقوفی یا حماقت یا کہ کم ظرفی

کہ ہم اس کو بلا خوف و جھجک

اپنی کرامت بول لیتے ہیں

بہ الفاظِ دگر

خالی پٹارہ کھول لیتے ہیں

O-O-O

صوفیوں کے کدو

لگا رہے تھے جب اقبال اپنے ہونٹوں سے
نظامِ خانقہی سے شکایتوں کے سبو

وہ کہہ رہے تھے کہ ان کا سبو غنیمت ہے
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو

تبھی دکن میں کئی خانقاہیں ایسی تھیں
جہاں پہ عام تھا چاکیدہ دامنوں کا رفو

تھا خانقاہوں کا وہ دورِ پُر بہار کہ جب
اٹھا نہ سکتے تھے انگشت حاسدین و عدو

جہاں تھا تزکیہ نفس کا عمل جاری
جہاں پہ گونج رہی تھی صدائے اللہ ھو

وہ محوِ یاس تھے لاہور کے شبستاں میں
تو ضوفشاں تھی زمینِ دکن کی ہر اک کو

یہ بات سچ ہے، نہیں آج ویسی دورانی
ہے پھر بھی کچھ تو رگوں میں بچا ہوا وہ لہو

عجیب بات ہے جو کھا کے جینے والوں کو
وہ ٹوکتے ہیں جو کھاتے ہیں پستہ اور کاجو

O-O-O

منقبت درشان حضرت سیدنا خواجہ محبوب اللہ قدس سرہ

اک چنبیلی کے منڈھوے تلے

(مخدوم محی الدین کی زمین میں)

میرے خواجہ پیا جلوہ افروز ہیں
مسجد نور کے صحن کے سامنے
اک چنبیلی کے منڈھوے تلے
ارض قاضی پورہ بیش قیمت ہوئی
رشکِ جنت ہوئی
رحمتوں کے خزانے جو لٹنے لگے
اک چنبیلی کے منڈھوے تلے
ان کی آرام گہ، سبز گنبد کے سائے میں ہے
چار سو ہے رچی بوئے گلزار مولا علی
روح پرور ہوا
وجد آور فضا
کتنا پیارا سماں،
جیسے بغداد و اجمیر ہو
جی میں آتا ہے ہم عمر بھر یونہی بیٹھے رہیں
اک چنبیلی کے منڈھوے تلے
دن ہو یا رات ہو

دھوپ برسات ہو
اہلِ دل اہلِ عرفان آنے لگے
سرخمیدہ عقیدت جتانے لگے
کیوں نہ ہو؟
ان کو مولیٰ نے خواجہ کیا
ہم کو پرجا کیا، ان کو راجا کیا
ہو رہے ہیں ہمارے سبھی فیصلے
اک چنبیلی کے منڈھوے تلے

○-○-○

ماہ ربیع المنور

کیا مبارک مہینہ مہینہ ہے یہ ، اس مہینے پہ قربان صدیاں ہزار
صبح صبحِ کرم، شام شامِ کرم ، اس مہینے کی ہے ہر گھڑی شاندار

قبلِ بعثت زمانہ نہ تھا دشت تھا ، دیکھنے کو ترستے تھے سب لالہ زار
بھیج کر حق تعالیٰ نے محبوب کو ، کردیا اس مہینے کو فصلِ بہار

یہ مہینہ ہے جب ان کی میلاد کا، جن کی خاطر خدا نے بنایا جہاں
اس مہینے کے ہر دن میں ہر رات میں اوج پر کیوں نہ ہو لطفِ پروردگار

ماہِ رمضاں کی سج دھج ہے اپنی جگہ، حرمتِ ماہ ذوالحج ہے اپنی جگہ
کوئی مانے نہ مانے حقیقت ہے یہ، سب سے بڑھ کر مہینہ ہے یہ باوقار

جان و دل سے رکھو اس کو احمد عزیز، ان سے منسوب ہو جائے جو کوئی چیز
ملک و شہر اور گلی، ماہ و روز اور گھڑی، جاں چھڑکتے رہو سب پہ دیوانہ وار

O-O-O

استقبالِ ماہِ ربیع المنور

آگئے ایام شاہ دوسرا کی یاد کے
آج چرچے ہو رہے ہیں ہر گلی میلاد کے

رحمۃ للعلمیں کی آمد آمد کا ہے شور
گونجتے ہیں کو بہ کو نغمے مبارک باد کے

جاہلیت کی فضا پر خوف ہے چھایا ہوا
اُڑنے والے ہیں پرخچے ظلم و استبداد کے

بے نہایت دینے والا آرہا ہے مومنو!
دور گذرا یاس کا اور دن گئے فریاد کے

جس جگہ سجتی ہے احمد بزم میلاد النبیؐ
رحمتوں کے خوان لاتے ہیں فرشتے لاد کے

○-○-○

آپ کے دَر پر

کٹتے ہیں مرے شام و سحر آپ کے در پر
ہوجائے یونہی عمر بسر آپ کے در پر

کٹ جائیں کچھ اس طرح کہ اڑنے ہی نہ پاؤں
مجھ طائرِ لاہوت کے پر آپ کے در پر

انسان تو انسان ، اجنہ تو اجنہ☆
جھکتے ہیں فرشتوں کے بھی سر آپ کے در پر

آیا ہے بہ امیدِ کرم احمدِ مجرم
اے ہادیٔ کُل خیرِ بشرؐ آپ کے در پر

○-○-○

☆ یہ جن کی جمع ہے جو اصولاً صحیح نہیں ہے لیکن زبان میں مروج ہو چکی ہے

نعت شریف

اے کاش پیارے آقا طیبہ ہمیں بلائیں
جی چاہتا ہے جاکر دکھڑا انہیں سنائیں

آؤ گناہ گارو! آقا کے در پہ جائیں
لے کر وسیلہ ان کا اللہ کو منائیں

عصیاں پہ ٹوکتا ہے اپنا ضمیر ہم کو
کب تک سہیں یہ صدمے کب تک یہ دکھ اٹھائیں

دنیا کے بتکدے میں ہے کون سننے والا
اب ہم سوا تمہارے اپنا کسے بتائیں

احمد جو ناتواں ہے ، نااہلِ امتحاں ہے
بس اتنی التجا ہے اس کو نہ آزمائیں

○-○-○

مدینہ میں ہیں جھولیاں بھرنے والے

تہی دامنی سے نہ ڈر ڈرنے والے
مدینہ میں ہیں جھولیاں بھرنے والے
غلاموں پہ لطف و کرم کرنے والے
مدینہ میں ہیں جھولیاں بھرنے والے

دیار محمد پہ سر جن کے خم ہیں
جو سگ ہائے درگاہ شاہ امم ہیں
مویشی نہیں جابجا چرنے والے
مدینہ میں ہیں جھولیاں بھرنے والے

زمانہ میں اترا کے چلتا رہا ہوں
مدینے کے ٹکڑوں پہ پلتا رہا ہوں
یہ ٹکڑے نہیں تا ابد سڑنے والے
مدینہ میں ہیں جھولیاں بھرنے والے

نہ ہوں گے وہ دنیا میں افسردہ احمد
نہ ہوں گے وہ عقبیٰ میں شرمندہ احمد
جو ہیں ان سے نسبت کا دم بھرنے والے
مدینہ میں ہیں جھولیاں بھرنے والے

○-○-○

نعت شریف (ذوالقافیتین)

آئے آئے نبی میرے آئے، رحمتوں کے خزانے لٹانے
بھر دیئے کتنے کشکول اب تک، مصطفیٰؐ کی عطا نے نہ جانے

بزم نعت محمدؐ سجی تھی ، جاں نثاروں پہ اک بے خودی تھی
تب فرشتوں کو بھیجا خدا نے ، عاشقوں کے ترانے سنانے

کیا شجر کیا حجر چاند تارے، اُن کے شیدا فرشتے ہیں سارے
انبیاءؑ بھی ہیں مداح اُن کے ، اور سارے زمانے دوانے

ہیں وہی کنزِ مخفی کے محرم، ہیں وہی وجہِ تخلیقِ عالم
چاہے سمجھے کوئی یا نہ سمجھے ، مانے مانے نہ مانے نہ مانے

اِس پہ احمدؔ کرو شکرِ باری، تم بڑے تھے خطا کار و عاصی
باوجود اس کے رحمت میں ڈھانکا، تم کو خیرالوریٰ نے خدا نے

O-O-O

شعر: تخلیق کائنات کی پروردگار نے
اپنے حبیبِ پاک کا صدقہ اتار نے

نعتیہ گیت

اگر سرکارِ دوعالمؐ نہیں ہوتے تو کیا ہوتا
نہ یہ عالم بنا ہوتا ، نہ وہ عالم بنا ہوتا

ترا یہ زہد، اے زاہد! یقیناً کام آجاتا
خدا کے خاص بندوں میں ترا بھی نام آجاتا
بہ ایں شرطے کہ تو بھی اک غلامِ مصطفیٰؐ ہوتا

بہت مجبور و بے بس ہوں، نہیں اسباب کی صورت
مگر پھر بھی پہنچ جاتا مدینے کو کسی صورت
اگر سرکارؐ کا مجھ کو اشارا مل گیا ہوتا

یہ مانا تو پریشاں ہے، مریضِ دردِ پنہاں ہے
مگر آقا ترا احمد قرارِ بے قراراں ہے
تڑپتا کیوں رہا، آواز اُن کو دے دیا ہوتا

OOO

سرکار کرم کیجے (نعتیہ گیت)

سرکار کرم کیجے ، طیبہ میں بلا کیجے
بے چین ہے دل میرا ، اب چین عطا کیجے

کٹتا نہیں دن میرا ، کٹتی ہی نہیں راتیں
جی کرتا ہے طیبہ کی ہر وقت کروں باتیں
للہ مرے دل کو تسکین عطا کیجے

میں بندۂ مجرم ہوں ، ہیں رحمتِ عالم آپ
میں عاصیٔ نادم ہوں، ہیں عفوِ مجسّم آپ
للہ گناہوں کی مجھ کو نہ سزا دیجے

بیمارِ محبت ہوں، محتاجِ عنایت ہوں
نادیدۂ جلوہ ہوں مشتاقِ زیارت ہوں
اب روئے منور سے پردہ کو اٹھا دیجے

احمدؔ غمِ فرقت میں روتا ہے بلکتا ہے
یہ جان کے بھی آقا اک بندہ تڑپتا ہے
خاموش ہیں کیوں اتنا، سرکار بتا دیجے

○-○-○

مرے غوث پیا سرکار کا

(ایک مخصوص دھن کے لئے موزوں کیا گیا)

دل میرا نہ یہ جاں میری
جو کچھ بھی ہے سب مرے یار کا — مرے غوث پیا سرکار کا

قدم قدم پہ ان کو ندا دے — کام بنیں گے سارے
گھڑی گھڑی کر ان کا تصور — ساتھ وہ تیرے ہوں گے

دل میں بسا آنکھوں میں بسا
پھر دیکھ کرم دلدار کا — مرے غوث پیا سرکار کا

جس کو میں پڑھ کر دم کرتا ہوں — اس کو شفا ہوتی ہے
میرا یہ پڑھنا، اس کے حق میں — جیسے دوا ہوتی ہے

میرا نہیں ہے ، یہ ہے کمال
اُس عیسیٰ ہر بیمار کا — مرے غوث پیا سرکار کا

○-○-○

کیا بتاؤں مرتبہ مرے خواجہ کا

(ایک مخصوص بحر اور مخصوص دھن میں)

امام الزماں ہیں وہ　　تاج الاولیاء ہیں وہ
کیا بتاؤں مرتبہ مرے خواجہ کا　　جب خدا محبّ ہوا مرے خواجہ کا

نام ان کا جپتے میں رات دن رہا　　تنہائیوں میں بھی مطمئن رہا
جب بھی بلا آ گئی　　سر پہ مرے چھا گئی
میں نے نام جپ لیا مرے خواجہ کا

کیسے بتاؤں کتنا بھرم رکھا　　قائم ہر اک دم مجھ پر کرم رکھا
میرے حالِ زار پر　　لطف بے حساب ہے
مرے غوثِ پاک کا مرے خواجہ کا

احمد نے شاہی نہ راج مانگا　　بس اک غلامی کا تاج مانگا
بخت اس کا بخت ہے　　وہ تو شاہِ وقت ہے
جو غلام ہوگیا مرے خواجہ کا

O-O-O

مدینہ میں دھوم مچی

(ایک مخصوص طرز اور دھن میں)

آج پیدا ہوئے سرکارؐ مدینہ میں دھوم مچی
چھا گئے کوبہ کو انوار ، مدینہ میں دھوم مچی

وہ آسیہؓ ہیں اور یہ ہیں مریمؑ آئے ہیں کرنے کو خیر مقدم
ہر اک کا آیا سردار ، مدینہ میں دھوم مچی

اہلِ سعادت وارفتہ ہیں سب اہلِ شقاوت افسردہ ہیں
سب دل لینے آیا دلدار ، مدینہ میں دھوم مچی

لوگو! خوشی سے تم پھول جاؤ جتنے بھی غم ہیں سب بھول جاؤ
کیا غم کہ آیا غمخوار ، مدینہ میں دھوم مچی

پیارے نبی کے گن کیوں نہ گاؤں سازِ جنوں میں کیوں نہ بجاؤں
اب چھیڑ کر دل کے تار ، مدینہ میں دھوم مچی

احمدؔ تصدق میں جان کروں اُس دن پہ صدیاں قربان کروں
جس دن کہ آیا مرا یار ، مدینہ میں دھوم مچی

O-O-O

جیہ را مچل مچل جائے

(مخصوص دھن اور طرز میں)

طیبہ کی یاد ستائے ، جیہ را مچل مچل جائے
فرقت میں چین نہ پائے ، جیہ را مچل مچل جائے

اے خوشا میری قربِ خیالی ہے تصور میں طیبہ کی جالی
جب جب تصور یہ آئے ، جیہ را مچل مچل جائے

کیسے بتلاؤں حالت میں دل کی ضبط کرتا رہا لاکھ پھر بھی
آنکھوں میں آنسو بھر آئے ، جیہ را مچل مچل جائے

چاہے تنہائی ہو چاہے محفل کیا بتاؤں میں لگتا نہیں دل
رہ رہ کے ہوک اٹھتی جائے ، جیہ را مچل مچل جائے

آنے والے ہیں احمد کے آقا راستہ تک رہا ہوں میں ان کا
راہوں میں پلکیں بچھائے ، جیہ را مچل مچل جائے

O-O-O

مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا

میں پیارے مصطفیؐ کا ثنا خوان ہوگیا مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا
میں پیروکار حضرت حسانؓ ہوگیا مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا

یہ بات یاد کرکے میں روتا تھا زار زار
کیا ہوگا میرا، میری خطائیں ہیں بے شمار
فرمایا مصطفیؐ نے جیو تم خوشی کے ساتھ
جو جس کو چاہتا ہے رہے گا اسی کے ساتھ
میرے لئے نجات کا سامان ہوگیا
مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا

جاتے ہی قبر میں مری آئے مرے حضورؐ
آتے ہی انکے ، ہوگئی وحشت ہی میری دور
آقا نے صاف کہہ دیا منکر نکیر سے
کیا پوچھنے کی بات ہے میرے فقیر سے
برزخ کا مرحلہ بہت آسان ہوگیا
مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا

جب تل رہی تھیں نیکیاں میزان میں مری
وہ حال تھا کہ جان نہ تھی جان میں مری
ایسے میں مصطفےٰ مری بالیں پہ آگئے
اور اپنی کالی کملی میں مجھ کو چھپا گئے

جو جو تماشہ بین تھا حیران ہوگیا
مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا

پہلے ہی مجھ پہ ہے بہت اللہ کا کرم
امت میں مصطفیٰ ﷺ کی ہوا ہے مرا جنم
شیخینؓ کا گدا ہوں تو حسنینؓ کا غلام
مداح اہل بیتؓ ہوں احمد ہے میرا نام
پھر غوثؓ کا جو ہاتھ میں دامان ہوگیا
مجھ پر خدائے پاک کا احسان ہوگیا

○-○-○

محبوب اللہؒ کے بندے ہیں ہم

ہم اگر چہ خطا کار ہیں محبوب اللہؒ کے بندے ہیں ہم
ایک رخ سے برے ہیں تو کیا، دوسرے رخ سے اچھے ہیں ہم

محبوب اللہؒ ہیں بیکس نواز، غمزدوں کے ہیں وہ چارہ ساز
آؤ خواجہ کی آغوش میں غم کے ماروں سے کہتے ہیں ہم

ہم کو نسبت سے سرکار کی ،ہر جگہ سربلندی ملی
اس لئے چشمِ اغیار میں خار بنکر کھٹکتے ہیں ہم

حاذقؒ وخلقؒ وشاہؒ وشجاع ،رحمت اللہؒ، رفیعؒ و بروم
کیوں نہ سب کی عنایت رہے، چاند پاشاہؒ کے پالے ہیں ہم

ساری دنیا میں احمدؔ بنی پیلی ٹوپی ہماری شناخت
یہ بتانے کی حاجت نہیں قاضی پورہ میں رہتے ہیں ہم

○-○-○

ہلدی کا گیت

مدحتِ سیدہ آج گائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں
آؤ آؤ کہ ہلدی بدائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں

ٹوپی دونی علیؓ فاطمہؓ نام کی
ہوگئی ابتداء عقد کے کام کی
انکی مدحت کے ہی گیت گائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں

جشنِ یادِ علی فاطمہ آج ہے
ہو مبارک کہ یہ عقد کا کاج ہے
آج ہر فکر کو بھول جائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں

ہو مبارک بہت ہم کو اور آپ کو
بھائی بہنوں کو نوشہ☆ کے ماں باپ کو
انکی خوشیوں میں خوشیاں منائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں

فرطِ شادی میں یہ گیت گاتے ہوئے
اپنے ہاتھوں سے ہلدی بداتے ہوئے
آؤ بزمِ ترنم سجائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں

ذکر کرکے مدینے کے دربار کا
لطف لے لے کے احمد کے اشعار کا
اک خوشی کا خزانہ لٹائیں گے ہم
عقد کی پہلی تقریب کے روپ میں

O-O-O

خوشی مبارک

ایسے ہزاروں دن ہوں تم کو خوشی مبارک
زندانِ رنج و غم سے تم ہو بری مبارک

ہو عمر میں ترقی ، اقبال میں بڑھوتری
ہو پنجتن کا سایہ سر پر یونہی مبارک

ہر دم رہے سلامت سر پر بڑوں کا سایہ
غم سے چھڑائے پیچھا ، ایسی خوشی مبارک

سہرے کے پھول تیری مہکادے زندگانی
کر دے تجھے معطر وہ زندگی مبارک

اے خادمانِ خواجہ تم پر ہے لطفِ مولیٰ
ہو تم کو یہ تمہاری خوش قسمتی مبارک

محفل ہو چاہے کوئی ، ہو ذکرِ مصطفیٰ ہی
بن جائے گی وہ محفل بے شک بڑی مبارک

احمدؔ کا آسرا ہے سرکار کی شفاعت
زاہد ریاضتیں ہوں تجھ کو تری مبارک

○-○-○

مبارک باشد

بموقع شادی برادر محترم سید غوث احمد شطاری ابن حضرت مسعود شطاریؒ

بتاریخ ۲۰ رجب ۱۴۰۴ھ م ۲۳ اپریل ۱۹۸۴ء بروز دوشنبہ

بمسرت شرکت شہزادۂ حضور غوث الثقلین حضرت پیر سلمان الگیلانی حفظہ اللہ

سنت سیدِ ابرار مبارک باشد
طرۂ طالع بیدار مبارک باشد

ابنِ مسعود ، تمہاری ہے یہ محفل مسعود
ہے یہاں مجمع ابرار مبارک باشد

پیر سلمان کی صورت میں ہے غوث اعظمؒ
محفل عقد کے انوار مبارک باشد

محیؔ و واثقؔ ذکیؔ اور برقؔ دعا گو سب ہیں
کرم خاص کے آثار مبارک باشد

ابن خواجہ ہیں ادھر، لخت دل غوث ادھر
ابر رحمت ہے گہر بار مبارک باشد

سید احمد شہ گجرات سے نسبت کے طفیل
آپ کا بخت ہے بیدار مبارک باشد

تو بھی سید تری دلہن بھی ہے سید گھر کی
دولتِ حیدر کرار مبارک باشد

لوٹو دارین میں خوشیاں ہیں سلامت ماںباپ
فضل مولیٰ کے ہو حقدار مبارک باشد

طبع موزو ں کی قسم، وقت ہے موزوں احمد
کہدو بے ساختہ اشعار مبارک باشد

O-O-O

توشیحِ تہنیت

بموقع عقد مسعود برادر عزیز حافظ سید علی محی الدین محبوب سلمہ اللہ الباری

بتاریخ ۲۶ر جمادی الاخریٰ م ۲راگست ۲۰۰۵ء بروز سہ شنبہ

تحیت وصلاۃ:

س۔

سزاوار سپاس و حمد ہے رب العلیٰ تو ہی
ہے رحمٰن و رحیم اور مالک روزِ جزا تو ہی

ی۔

یقیناً ہم ترے بندے ترے محتاج ہیں یارب
ہدایت دے ہمیں کونین کا ہے رہنما تو ہی

د۔

درود ان پر جنہیں تونے بنایا محسن عالمؐ
جنہیں رحمت بنانے والا بھی ہے اے خدا تو ہی

تمہید:

ع۔

عید لگتی ہے آج کی محفل

شادماں شادماں ہے ہر اک دل

ل۔

للہ الحمد سارے کا سارا
خانوادہ ہے خوشیوں میں شامل

ی۔

یہ ہے تقریب ابن عارفؔ کی
صمت احمدؔ ہے ایسے میں مشکل

سہرا

م۔

محبتوں کے گلوں پہ شامل ہوا ہے یہ پُر بہار سہرا
کہ دیکھ کر رشک کر رہے ہیں شگوفے اور لالہ زار سہرا

ح۔

حدودِ ارضی میں کوئی پودا نہیں ہے ہرگز کہیں بھی ایسا
کہ جس پہ اگتے ہوں پھول ایسے، کہ ایسا بن پائے ہار سہرا

ی۔

یہ جانتا ہوں کہ آج نوشہ بنے ہیں محبوب ہر کسی کے
اسی لئے تو پرو کے لایا ہوں میں بھی اک شاندار سہرا

ا۔

اگرچہ شاعر نہیں ہوں پھر بھی ہے دل میں گلہائے شادمانی
اسی لئے نظم ہوگیا ہوگا، مجھ سے بے اختیار سہرا

ل۔

لزومِ اظہارِ شادمانی ہے آیت یَفْرَحُوْا سے ثابت
اسی لئے بن گیا ہے میری خوشی کا اک اشتہار سہرا

د۔

دمکتے رخ پر، مہکتے پھولوں میں آ رہے ہیں چھلکتے نوشہ
تو یوں لگے جیسے آ رہا ہو چمن کے اک شہسوار سہرا

ی۔

یہ میری اور میرے بھائی کی استوار چاہت کا ترجماں ہے
مری بلا سے ، اگر کسی کو لگے بڑا ناگوار سہرا

ن۔

نہ قابلیت کا ذکر کوئی، نہ اس میں کوشش کا دخل احمدؔ
ہے حق تو یہ کہ کہا ہے تونے بہ فضلِ پروردگار سہرا

دعا نامۂ محبت

م۔

مرے محبوب کو خوش رکھ خدایا بڑی
ہے میرے مولا تیری مایا

ح۔

حیات افزا بنے ہر ایک لمحہ
رہے ہر دم بڑوں کا سر پہ سایہ

ب۔

بسا کر رکھ ہمیشہ ان کے گھر کو

کہ جیسے آج اسے تو نے بسایا

و۔

وہ علم و فضل وہ تقویٰ عطا کر

بنیں وہ ایسے ، جیسے میرے تایا

ب۔

بہت ہی شاداں ہے آج احمد

کہ تو نے آج اسے یہ دن دکھایا

O-O-O

سہرا

بموقع شادی برادرِ عزیز سید قطب سعید زکریا قادری

ابن عم محترم حضرت سید عبدالقادر حسینی دستگیر پاشاہؒ

مجھ پر مرے بڑوں کی عنایات ہیں بہت
کیا غم کہ میری پشت پہ جب ہاتھ ہیں بہت

شادی ہے آج میرے چچا زاد بھائی کی
میرے لئے خوشی کے یہ لمحات ہیں بہت

مانا کہ سہرا گوئی کی مجھ کو نہیں ہے مشق
ہاں ، دل میں انبساط کے جذبات ہیں بہت

خوش پوش، خوش نصیب،خوش اندام و خوش سیر
نوشہ کی بابت ایسے خطابات ہیں بہت

میں بھی ہوں ان میں ، جنکی طرف سے ترے لئے
گلدستہ ہائے ہدیہ و سوغات ہیں بہت

گویا زبانِ حال سے ہے اجتماعِ عقد
خوشیوں میں تیری، لوگ ترے ساتھ ہیں بہت

احمد کی طبع موزوں ہوئی ہے تو کیا عجب
موزوں جب اس کے واسطے حالات ہیں بہت

حصہ سوم

رباعیات وقطعات

فرمان متکلم پہ کرے بحث بعد میں

پہلے کوئی بتائے تو ایسا بشر مجھے

رباعیات

ہوں ان کا ثنا خواں، یہ ہے اکرام بہت
بازار میں آئے گا مرا دام بہت
دنیا میں ہوا نعت نبیؐ کام مرا
عقبیٰ میں یہ آئے گا مرے کام بہت

ہر ایک کارساز نہیں ہوسکتا
ہر اک بشر نواز نہیں ہوسکتا
اڑتا رہے بلند سے بلند تر کتنا
کرگس کبھی شہباز نہیں ہوسکتا

سائل تہی دامن رہے، امکاں ہی نہیں
اس کو کبھی اندیشۂ حرماں ہی نہیں
آکر کوئی پیاسا یہاں پیاسا رہ جائے
اس بحر سخاوت کے یہ شایاں ہی نہیں

پھر ہوک اٹھی، دل مرا للچانے لگا
پھر دردِ جدائی مجھے تڑپانے لگا
پھر آنکھوں میں پھرنے لگیں پیاری گلیاں
پھر شہرِ مدینہ مجھے یاد آنے لگا

○-○-○

قطعات (طرحی)

جس کو جو کچھ دیا رب نے مخلوق میں
میرے آقا کو قاسم بنا کر دیا
ان کو قاسم بنانے سے ظاہر ہے یہ
"ان کو خالق نے سب کچھ عطا کر دیا"

طالبِ دین کو دین حق نے دیا
کر دی دنیا کے طالب کو دنیا عطا
جس نے مانگی نبی جیؐ کے دامن کی چھاؤں
دونوں عالم میں اس کا بھلا کر دیا

رب ہی جانے رموزِ مشیت مگر
اک تعجب کا در اس نے وا کر دیا
اک طرف ہم کو غرقِ مشاکل کیا
اک طرف ان کو مشکل کشا کر دیا

O-O-O

قطعات

سمجھ تھوڑی سی جس میں بھی رہی ہے
ذرا سا بھی شعور آگہی ہے
اسے کرنا پڑا تسلیم احمد
یہاں کی خاک بھی تختِ شہی ہے

مرا قدم نہ اٹھے گا یہاں وہاں کیلئے
بنا ہے سر مرا خواجہ کے آستاں کیلئے
اگر بفرض محال اس کو چھوڑ دوں احمد
نہیں ہے کوئی ٹھکانہ مری اماں کیلئے

ہم ان کی مدح و ثنا صبح و شام کرتے ہیں
وہ جن کو اولیاء جھک کر سلام کرتے ہیں
جہاں وہ ہوتے ہیں رحمت وہیں برستی ہے
انہی کی بستی میں ہم بھی قیام کرتے ہیں

بھلا کوئی دولت ہے ثروت کی دولت
اگر ہے تو کچھ علم و حکمت کی دولت
مگر میری دانست میں وہ غنی ہے
میسر ہے جس کو قناعت کی دولت

فیصلہ کرلو تو مت دیکھو رہِ سختِ سفر
کر کے مولیٰ پر بھروسہ باندھ لو رختِ سفر
احمدا گر دولت ایقاں تمہارے پاس ہے
جاگ اٹھے گا اک نہ اک دن دیکھنا بختِ سفر

حسینی کو جو کہتا ہوں حسینی
اچھلتا رقص کرتا ہے خوشی سے
یزیدی کو جو کہتا ہوں یزیدی
جھکا لیتا ہے سر شرمندگی سے

پڑھوں گا یا حسین ابن علی ہر دن بپابندی
مرا ایمان ہے یہ ورد ہے سر ظفرمندی
نہ کیوں اس ورد کو مشکلکشا حاجت روا سمجھوں
بحمداللہ نہ نجدی ہوں نہ ندوی ہوں نہ دیوبندی

ہزاروں اشقیا مد مقابل تھے بہتر کے
ہویدہ تھی مگر ہر اک سپاہی کی ہنر مندی
سپہ سالار نے بتلادیا اپنی شجاعت سے
کہ یہ ہے حیدر کرار اور زہرا کی فرزندی

فریب حسن ظاہر پر نہ جا ہمت پھنس تجمل میں
ترا مقصود پوشیدہ ہے احمؔد نکہت گل میں
معانی کے سمندر میں ہے تیرا کام غواصی
پھنسا بیٹھا ہے کیوں ابواب تفعیل و تفعل میں

نامِ آزادیٔ نسواں کا تو سودا نہ کرو
صنف نازک کا زمانے میں تماشہ نہ کرو
جس کو قدرت نے بنایا ہے چراغ خانہ
لا کے بازار میں ہرگز اسے رسوانہ کرو

ہر اک صاحبِ نظر شاہد ہے عینی
چڑھی ہے سید عالمؐ کی رینی
کھلا ہے میکدہ خواجہ میاںؒ کا
پلاتے ہیں محی الدیں حسینیؒ

بلقیس کا وہ تخت، وہ سرعت، وہ برخیا
سب کچھ ہوا رسول کے خدمت گزار سے
اب سیر مصطفائی کی سرعت میں شک کرے
ممکن نہیں کبھی کسی ایماندار سے

سارے روزے سب نمازیں حبط و ضبط
اور تلاوت کی روانی رائیگاں
پل میں کرلی بے ادب گستاخ نے
عمر بھی کی جانفشانی رائیگاں

جو اوراقِ ماضی پلٹنے لگے ہیں
تو اعضاء بھی مجھ پہ جھپٹنے لگے ہیں
مرا حال سن کر ولی پارسا کیا
گنہگار بھی دور ہٹنے لگے ہیں

○-○-○

بابری مسجد حق ملکیت مقدمہ

الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کے پس منظر میں

دنیا نے ازل سے یہاں دیکھا ہے یہی کچھ
دستور بھی دنیا کا بتاتا ہے یہی کچھ
رب پر ہو بھروسہ تو اترتے ہیں ابابیل
دنیا پہ بھروسہ ہو تو ہوتا ہے یہی کچھ

○-○-○

قطعہ تاریخ وفات

حضرت سید محمد حامد حسینی قادری باقریؒ

پوچھے جو کوئی حضرت حامد ہیں کہاں اب
اس شخص سے کہہ دیجئے فردوس بریں میں
پوچھے جو کوئی آپ سے کس سال گئے وہ
دو مرتبہ فرمایئے فردوس بریں میں
712 x 2 = 1424

قطعہ تاریخ وفات

حضرت سید موسیٰ کاظم حسینی قادری باقریؒ

احمد الحسینی بگو تاریخ
کاظم القادری ز دنیا رفت
او کہ مشہور محبوب اللہؒ بود
عاشق وے بسوئے عقبیٰ رفت
1427ھ

قطعہ تاریخ وفات

حضرت سید پرورش علی حسینی ناطقؒ قادریؒ

برفت ناطقؒ ز دار فانی
رسد بحکم خدا بمنزل
برائے تاریخ سال رحلت
بگفت احمد "غنی خوش دل"

2000ء

قطعہ تاریخ بموقع افتتاح نیاز خانہ

آستانہ حضرت خواجہ محبوب اللہ قدس سرہٗ

فیوض محبوب کی مہک سے
ہوا معطر نیاز خانہ
بتائی تاریخ اسی مہک نے
شمامہ عنبر نیاز خانہ

1432ھ

منقبت پیر و مرشد حضرت سید محی الدین حسینی قادری قبلہ محیؒ

مع قطعہ تاریخ ولادت ووفات

(تدخلہ وتخرجہ)

واصلِ باری محی الدیں حسینی قادریؒ
تم پہ میں واری محی الدیں حسینی قادریؒ

جمع کی تھیں شخصیت میں آپ کی اللہ نے
خوبیاں ساری محی الدیں حسینی قادریؒ

گوشہ گوشہ میں دکن کے آپکا اے میرے پیر
فیض ہے جاری محی الدیں حسینی قادریؒ

بہر تاریخ ولادت واؤ خارج کن ازیں
حافظ و قاری محی الدیں حسینی قادریؒ
1912 - 6 = 1906

کم مکن "سید" باسمش بہر تاریخ وصال
حافظ و قاری محی الدیں حسینی قادریؒ
1912 + 74 = 1986

ساقی احمد تمہی ہو، بس تمہارے دم سے ہے
اس کی مے خواری محی الدیں حسینی قادری

O-O-O

حصہ چہارم

تضامین

واللہ ادائیں ہیں کہ رحمت کی گھٹائیں
ہر رند یہ کہتا ہے نظر میری طرف ہے

مخمس (تضمین بر غزل حضرت عارفؔ)

چل پڑے تھے بن کے سالک دل میں جذبہ دیکھ کر
ہوگئے لیکن پریشاں ہم دوراہا دیکھ کر
گرچہ کچھ ڈر بھی گئے تھے گھپ اندھیرا دیکھ کر
روشنی آنکھوں نے پائی ان کا جلوا دیکھ کر
آگئے منزل پہ ہم نقشِ کفِ پا دیکھ کر

خوش ہوا تھا جی مرا تصویرِ شملہ دیکھ کر *
اوٹی اور میسور کے باغوں میں سبزہ دیکھ کر
لیکن اب حیران ہوں یہ حال اپنا دیکھ کر
جب سے آیا ہوں میں صحرائے مدینہ دیکھ کر
دل سکوں پاتا نہیں گلشن کہیں کا دیکھ کر

صاحبِ حسن و جمال اے دوست لاکھوں ہیں مگر
ذوق اونچا ہے مرا اور ہے مری اونچی نظر
کیا جچے کیسے جچے اب اور کوئی فرد بشر
ہوں فدائے مصطفیٰ شیدائے مازاغ البصر
کس کو دیکھوں جلوۂ سرکارِ بطحا دیکھ کر

---

* اصولاً یہ مصرع یوں ہونا چاہئے۔ خوش ہوا تھا جی مرا کشمیر و شملہ دیکھ کر۔ لیکن چوں کہ میں اب تک کشمیر و شملہ نہیں گیا اس لئے میں نے جھوٹ سے پرہیز کرنے کیلئے اسی مصرع کو مناسب سمجھا ہے۔ (احمد جنبلی)

یہ حقیقت ہے نہیں اس میں غلو یا شاعری
دوستو ہرگز نہ ڈھونڈو تم دوائے عاشقی
یہ نہیں لقمان و عیسیٰ یا کسی کے پاس بھی
مبتلائے حب اہل بیت ہوں پیدائشی
کیا کرے ، تم ہی کہو، مجھ کو مسیحا دیکھ کر

غفلتوں میں عمر گزری جو بھی جانا تھا، گیا
لغزشوں میں زیست کا ہر قیمتی لمحہ گیا
دل بجھا، نظریں جھکیں،خفت کا عالم چھا گیا
مرگئے بے موت ہم، جب وقت پرسش آگیا
جان میں جان آگئی آقا کو آتا دیکھ کر

سب جزا اپنے کئے کی روزِمحشر پائیں گے
نیک بندے خوش رہیں گے اور ہم گھبرائیں گے
تب شفیع المذنبیں بہر شفاعت آئیں گے
اُن کے صدقے میں یقیناً ہم بھی بخشے جائیں گے
وہ سکوں پائیں گے کیسے ہم کو روتا دیکھ کر

فضلِ حق ہے یہ ، نہیں ہے منحصر تدبیر پر
روزِاول سے فدا ہوں میں جو اپنے پیر پر
کیوں نہ آمادہ رہے احمدؔ مری توقیر پر
کررہے ہیں رشک سب عارف مری تقدیر پر
دامنِ دل میں مرے آقا کا صدقہ دیکھ کر

O-O-O

مخمس

تضمین بر غزل پیرو مرشد حضرت سید محی الدین حسینیؒ

ہوا واقف ہر ایک مستانۂ عیارِ میخانہ
کہ میخواروں کی خاطر ہے یہ کاروبارِ میخانہ
اسی باعث تو اے پیرِ مغاں اے یارِ میخانہ
تمنا دل میں رکھتا ہے ہر اک میخوارِ میخانہ
کہ اب دھونی رما بیٹھے پسِ دیوارِ میخانہ

کبھی فیضِ حجازی و عراقی کم نہیں ہوگا
قیامت تک یہ زورِ طمطراقی کم نہیں ہوگا
جو تھا صبحِ ازل اب تک ہے باقی، کم نہیں ہوگا
ہزاروں سال گذریں فیضِ ساقی کم نہیں ہوگا
یونہی باقی رہے گی گرمیٔ بازارِ میخانہ

جو جیتا ہے لگاکر اپنے ہر ارمان پر قدغن
جو چلتا ہے سدا تکتے ہوئے سرکار کی چتون
جو بک جاتا ہے دستِ مصطفےٰ پر، تھام کر دامن
جو پائے نازِ ساقی پر لٹا دیتا ہے تن من دھن
اسی پر منکشف ہوتے ہیں کچھ اسرارِ میخانہ

جو احمق کور چشم باطنی ہے وہ گریزاں ہے
مگر اک چشم بینا دم بخود ہے اور حیراں ہے
یہ کیسی ضوفشانی ہے ، یہ کیسی بزمِ رنداں ہے
تجلی طور کی ہر گوشہ گوشہ سے نمایاں ہے
منور آج ہیں ایسے در و دیوارِ میخانہ

تصدق خاکِ طیبہ کا اور اس کے سبزہ زاروں کا
تصدق سبز گنبد کا، دریچوں کا، دواروں کا
تصدق اہلِ بیت اصحاب صفہ چار یاروں کا
تصدق تیرے میخانہ کا ، تیرے بادہ خواروں کا
تحی کو بھی عطا ہو ساقیٔ خمارِ میخانہ

O-O-O

مخمس

تضمین بر نعت شریف حضرت سید محمد عثمان حسینی فائق قدس سرہ

راہیٔ شہر مدینہ! مری تقدیر بدل
مجھ کو بھی لے کے مرے یار کے دربار میں چل
کیا بتاؤں کہ نہیں چین مجھے ایک بھی پل
دل کچھ ایسا طلب یار میں جاتا ہے مچل
کسی کروٹ کسی پہلو نہیں پڑتی ہے کل

جب یہ کوئے شہ لولاک لگے جی اس کا
پھر کہاں جز قدمِ پاک لگے جی اس کا
جب نہ اے دل سرِ افلاک لگے جی اس کا
گلشنِ ہند میں کیا خاک لگے جی اس کا
جس نے دیکھا ہو مدینہ کا سہانا جنگل

کیا کہوں چیز ہے کیا کوچۂ حضرتؐ بخدا
خلد میں بھی نہیں صحرائے مدینہ کا مزہ
ہے وہاں روز و شب اور صبح و مسا روح فزا
چل دکھاتا ہوں تجھے دشتِ مدینہ کی فضا
دردِ فرقت بخدا میرا کلیجہ نہ مسل

خوفِ محشر کبھی مجھ کو نہ دِلا اے واعظ
رحمتِ حق سے نہ مایوس بنا اے واعظ
نارِ دوزخ کے فسانے نہ سنا اے واعظ
ظلمتِ قبر سے مجھ کو نہ ڈرا اے واعظ
ساتھ لے جاؤں گا عشقِ نبویؐ کی مشعل

اپنے خالق سے ملی خلق، ہوا اس کا بھلا
ظلمتِ کفر مٹی، ٹل گئی ہر ایک بلا
نور چمکا تو ہر آتشکدۂ دہر جلا
واہ کیا عظمت و شاں آپ کی ہے صلِ علیٰ
وقتِ مولد متزلزل ہوا کسریٰ کا محل

وہ ہوں میں، فرقتِ سرکار کا غم جس نے سہا
ایسے غم کا ہے ہر آنسو گہر بیش بہا
ایسے میں جب کہ مجھے ہجر میں جائے نہ رہا
قافلہ طیبہ کا تیار ہے یہ کس نے کہا؟
دلِ بے تاب گیا ہے مرے پہلو سے نکل

ہے قسم ان کی، فدا جن پہ ہیں اُمی و ابی
چھڑ گیا بزم میں کیا ذکرِ رسولِ عربیؐ
رنج و غم مٹ گئے اور دور ہوئی تشنہ لبی
مست و سرشار مئے عشق ہیں عشاقِ نبیؐ
کیا مدینے سے کوئی جھوم کے آیا بادل

وقت آخر ہی سہی اتنا ملے مجھ کو شرف
لب پہ بجتا رہے آقا تری توصیف کا دف
خیرہ کرتی رہے تابانی روئے مصحف
سر ہو چوکھٹ پہ، نظر روضۂ انور کی طرف
تیرے مجنوں کو اگر آئے تو یوں آئے اجل

حکم مانے گا ہر اک روز قیامت ان کا
منہ تکے گی، قسم اللہ کی، ہر امت ان کا
عشا دیکھے گی جب اللہ کی رحمت ان کا
ہاتھ میں ہوگا مرے دامن رحمت ان کا
دیکھنا حشر میں ہوجائے گا جھگڑا فیصل

آپ ہی ہیں مرا ملجا مرا ماوی آقا
آپ کو چھوڑ کے میں کس سے کہوں حال مرا
التجا آپ سے اتنی ہے شہ ارض و سما
شرم بازارِ قیامت میں مری رکھ لینا
زادِ عقبیٰ ہے مرے پاس نہ کچھ نیک عمل

ادب نامِ نبیؐ لازمہ ہے ایماں کا
وہ پڑھے صلِ علیٰ جس نے بھی یہ نام سنا
یہی مفہوم ڈُرکرٹ ہے جو آقاؐ نے کہا
آپؐ کا نام جو سن کر نہ کہے صلِ علیٰ
کون پھر اس سے زیادہ ہے جہاں میں ابخل

مدح دانائے سُبل خوب لکھی اے فائقؔ
یعنی مدح شہ کل خوب لکھی اے فائقؔ
ہر طرف مچ گیا غل، خوب لکھی اے فائقؔ
نعت سلطانِ رسل خوب لکھی اے فائقؔ
کیوں ملائک نہ کہیں صل علیٰ سن کے غزل

اس حقیقت پہ بھی احمدؔ کبھی تم غور کرو
کیوں ہو بے فکر بھلا جب کہ بڑے عاصی ہو
ہو کے محبوبِ خدا، کہتے ہیں فائقؔ دیکھو
دھوپ محشر کی جلادے نہ کہیں فائقؔ کو
یا نبیؐ اس کو اڑا دیجئے اپنا کمبل

O-O-O

مخمس

تضمین بر منقبت امام حسین علیہ السلام از: حضرت کامل شطاریؒ

کبھی دل مضطرب ہوتا ہے میرا آہ بھر بھر کے
کبھی آنسو ٹپک پڑتے ہیں ان کو یاد کر کر کے
مگر کچھ بھی نہیں شایاں غمِ شبیر و شبر کے
دھڑکتے دل کے نذرانے کہ تحفے دیدۂ تر کے
کسی قابل ہوئے ہوتے غمِ سبطِ پیمبر کے

خیالِ دیں نہیں ہوتا تو کیوں وہ کربلا جاتے
نہیں ہوتی رضا پیشِ نظر ، گردن نہ کٹواتے
نہ خود ہی تشنگی سہتے نہ گھر والوں کو تڑپاتے
جہاں سے چاہتے پانی تو پانی دودھ اُبلواتے
نواسے ہی جو ٹھہرے مالکِ تسنیم و کوثر کے

نہ روک اے خارجی تو ہم کو وردِ یا حسینی سے
قسم اللہ کی سرشار ہیں ہم اس کی مستی سے
جسے پچتی نہیں ہے وہ بچے اس بادہ نوشی سے
یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ ان کے نامِ نامی سے
کسی دل کے لئے مرہم کسی دل کے لئے چرکے

یزیدی قوم تجھ پر حیف ہے تف ہے ہلاکت ہے
بس اتنا ہی نہیں ، اللہ کی تم سب پہ لعنت ہے
لعینو! تم نے سوچا بھی ، تمہاری کتنی ہمت ہے؟
کہاں خنجر چلایا ، کس سے امید شفاعت ہے؟
ارے یہ دل کے ٹکڑے ہیں شفیع روزِ محشر کے

شہیدوں کا مقام و مرتبہ کیا ہے خدا جانے
انہیں مردہ سمجھنے سے بھی روکا حق تعالیٰ نے
نہ بھولے جاسکیں گے ان کی قربانی کے افسانے
شہیدوں ہی سے پائی زندگی کی بھیک دنیا نے
نہ جانے کتنی قومیں آج تک زندہ ہوئیں مر کے

یہاں پر امتحاں سے یوں تو ہر اک کو گزرنا ہے
مگر کافر کے حق میں قول املیٰ لہم رویدا ہے
مسلمانوں کو تھوڑی ڈھیل دی تھوڑا سا جکڑا ہے
خدا نے خاص بندوں کو عجب کچھ تول تولا ہے
کبھی سر تن سے اور سر کو کبھی تن سے جدا کر کے

دکھائی کربلا نے ظلمتوں میں روشنی ہم کو
ملی اس سانحہ سے اک حقیقی زندگی ہم کو
مگر احمد یہ نعمت یوں نہ سستی مل گئی ہم کو
ہماری زندگی کا تل بہت مہنگی پڑی ہم کو
لگے ہیں کربلا میں اس پہ سرمائے بہتر کے

○-○-○

مخمس

تضمین بر غزل از: والدی حضرت شہنشاہ قادری مدظلہ

ہے کہاں قارون تو اور تیری دولت کے چراغ
جل رہے ہیں کو بہ کو اب تیری ذلت کے چراغ
کیا ہے تو، کیونکر نہ بجھتے تیری شوکت کے چراغ
بجھ گئے کتنے نہ جانے جاہ و حشمت کے چراغ
تا ابد روشن رہیں گے اُنؐ کی مدحت کے چراغ

سب فقیروں ہی کی ٹھوکر میں ہے، شاہوں میں ہے کیا
خانقاہوں کو چلو، دنیا کی راہوں میں ہے کیا
ہم سے پوچھو خوبیاں ان قبلہ گاہوں میں ہے کیا
دیکھنا کر چاہتے ہو خانقاہوں میں ہے کیا؟
کر کے روشن دیکھ لو چشم بصیرت کے چراغ

صورتیں ہوں گی منور آپؐ کے عشاق کی
آئے گی ہر مدعا بر، آپؐ کے عشاق کی
ایسی بن آئے گی سرورؐ آپؐ کے عشاق کی
دھوم ہو گی روزِ محشر آپؐ کے عشاق کی
بجھ گئے تو بجھ گئے دنیا میں شہرت کے چراغ

دور مجھ سے میرا آقاؐ ہو نہیں سکتا کبھی
بعدِ مردن بھی میں تنہا ہو نہیں سکتا کبھی
خائف و ترساں کسی جا ہو نہیں سکتا کبھی
میری مرقد میں اندھیرا ہو نہیں سکتا کبھی
انؐ کے نقشِ پا رہیں گے میری تربت کے چراغ

د

ل میں کرلو مرتسم تم عظمت و شانِ نبیؐ
دور ہوگی بس اسی سے کفر کی سب تیرگی
کتنی سچی بات فرماتے ہیں احمد والدی
اے شہنشا چاہیے ایماں کی ہو گر روشنی
لازمی ہے سرورِ عالمؐ کی عظمت کے چراغ

O-O-O

نعتیہ غزل (تضمین)

برنعت از پروفیسر ڈاکٹر محمد علی اثر

روئے روشن کی میں مدح کرنے لگا
ذہن و دل میں اجالا اترنے لگا

ہوگئے سارے افکار دل سے جدا
لکھ رہا ہوں میں نعتِ رسول خدا

ان کی نگری میں جانے کا ہے فیصلہ
جا کے واپس نہ آنے کا ہے فیصلہ

آج سب کو بتا دیجئے برملا
میں مدینے چلا میں مدینے چلا

رنج و آلام کا سلسلہ رک گیا
ان کے روضے پہ جب سر مرا جھک گیا

دی ہے پیارے نبی کو جو میں نے صدا
بندگی عمر بھر کی ہوئی ہے ادا

خوب قسمت غلامِ محمدؐ کی ہے
گونج کانوں میں نام محمد کی ہے

کیوں ہو خوفِ عذابِ مہیب خدا
بس گئی دل میں یادِ حبیب خدا

اے خدا گرچہ داد و ستائش نہ ہو
ان کی توصیف میں کوئی لغزش نہو

مجھ کو حساں کا پیرو بنانا ذرا
اے خدا راہ سیدھی دکھانا ذرا

جب سے مستی تصور کی چڑھنے لگی
میری آنکھوں کی بینائی بڑھنے لگی

نور ہی نور آیا نظر ہر جگہ
میں اندھیرے میں جب نعت لکھنے لگا

کرتا ہوں بعد میں دید کی آرزو
پہلے کرتا ہوں میں آنسوؤں سے وضو

پہلے کرتا ہوں امداد کی التجا
ذکر کرتا ہوں پھر شاہ لولاک کا

میری نس نس درود ان پہ پڑھنے لگی
جونہی ہونٹوں پہ آیا ہے ذکر نبیؐ

دل میں ان کا تصور چمکنے لگا
میرا کمرہ اچانک مہکنے لگا

نعت جب میرا معمول ہونے لگی
ہر دعا میری مقبول ہونے لگی

کامیابی کا تمغہ مجھے مل گیا ۔۔۔ آپ کا جب وسیلہ مجھے مل گیا

غم کے شعلے جو دل میں بھڑکنے لگے ۔۔۔ میری پلکوں پہ تارے چمکنے لگے

روشنی میں مرا بال بال آگیا ۔۔۔ تیرگی میں جو ان کا خیال آگیا

آرزو ہے کہ میں ان پہ مرتا رہوں ۔۔۔ آخری سانس تک ذکر کرتا رہوں

یونہی طالب رہوں اپنے مطلوب کا ۔۔۔ اپنے خالق کا اور اس کے محبوب کا

جس پہ ہے لطف سرکار شام و سحر ۔۔۔ میں غلام محمدؐ ہوں ایسا اثرؔ

کون ہے خوش نصیب اس سے بڑھکر بھلا ۔۔۔ جس پہ آقا کا لطف و کرم ہے سدا

○-○-○